صفر المظفر ۱۴۴۶ھ اگست ۲۰۲۴ء

AUGUST-2024 Rs. 30/-

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیے ہیں

عالم اسلام کو
عرسِ رضوی
مبارک ہو

مدیر اعلیٰ جانشینِ تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنّی دنیا بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتیٔ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی
وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتیٔ اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا
بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

شمارہ نمبر ۸
Issue No. 8
Vol. 9 جلد نمبر ۹

صفر المظفر ۱۴۴۶ھ
اگست ۲۰۲۴ء

مدیر: مولانا محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک)
آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی
فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

- قیمت فی شمارہ: ۳۰ روپے
- سالانہ ۳۵۰ روپے سادہ ڈاک سے
- سالانہ ۶۰۰ روپے رجسٹرڈ ڈاک سے
- پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپے
- امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار اور اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

نوٹ

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

ہدایت

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوز شدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲، سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:

sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003
Contact Numbers
0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس، بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

مشمولات

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

اداریہ

سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

صلیبی جنگوں کے دوران تبلیغ کے نام پر قرآن سامنے رکھ کر مسلمانوں کے ایمان وعقیدے پر شب خون مارنے والے نام نہاد صاحبان جبہ ودستار کے بارے میں تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ کس طرح دشمنان اسلام نے داعیان اسلام کا بھیس بنا کر ضلالت وگمراہی اور بدعقیدگی کا زہر گھولا تھا، جس کے نتیجہ میں اسلامی اتحاد پارہ پارہ ہوکر رہ گیا تھا، ایک صدی پیشتر پھر ان کے وارثوں میں جوش تخریب نے انگڑائی لی اور انھوں نے اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلمانان ہند کے ایمان وعقیدے میں بدعقیدگی کے جراثیم پیدا کرنے والے رہبر نما رہزنوں کی پوری ایک ٹیم اتاری، جس نے اپنے آقایان نعمت کی نمک خوری کا حق ادا کرتے ہوئے امت مسلمہ میں فتنہ وفساد کے ایسے ایسے شعلے بھڑکائے جنھوں نے اسلامیان ہند کے پرسکون اسلامی فضا کو خاکستر کردینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جن کی ایمان سوز چنگاریاں آج بھی خرمن اسلام کو جھلسا رہی ہیں۔

کسی نے مسلمانوں کے دلوں سے خوف وخشیت الٰہی، عشق مصطفےٰ رسالت پناہی، احترام صحابہ اور عظمت اہل بیت گھٹانے کے لیے ایمان سوز کتابیں لکھیں، کسی نے قرآن پاک کے غلط ترجمے کرکے مسلمانوں میں گمراہی کو فروغ دیا، کسی نے خالص اسلامی عقائد و نظریات کو شرک وبدعت قرار دے کر افتراق بین المسلمین کی بیج بوئی، تو کسی نے اولیاء اللہ کی بارگاہوں میں حاضری کو قبر پرستی سے تعبیر کیا، غرض کہ ایمان کے ان لٹیروں نے رہبری کے لبادے کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو شہد دکھا کر ضلالت و گمراہی کا زہر خوب پلایا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی اسلامی فضا مسموم ہوکر رہ گئی۔

قوم وملت کی یہ کربناک صورت حال دیکھ کر امام احمد رضا تڑپ اٹھے اور انھوں نے گہرائی کے ساتھ اس کے عوامل ومحرکات کا جائزہ لیا تو پس پردہ یہی گندم جو فروش نکلے، پھر کیا تھا آپ نے ان کے باطل عقائد ونظریات کے بطلان پر قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ سے دلائل وبراہین کے انبار لگادیئے اور ایمان کے ان رہزنوں کے چہروں سے رہبری کا نقاب اتار کر قوم وملت کے سامنے ان کی اصلیت رکھ دی، پھر قوم کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا ؎

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

امام اہل سنت فرماتے ہیں: اے ایمان والو یاد رکھو! رہبر کی صورت میں نظر آنے والے سارے رہبر ہی نہیں ہیں، ان میں وہ بھی ہیں جو اصل میں رہزن ہیں، لوگوں کو محض دھوکہ دینے کے لئے رہبر کی صورت بنائے ہوئے ہیں، ان سے ایمان واسلام کی پاسبانی کی امید کرنا چور سے رکھوالی کی امید کرنے جیسا ہے، جس طرح چور سے مال ودولت کی رکھوالی خیال خام ہے، اسی طرح آج کل کے نام نہاد، صوفیوں، پیروں اور عالموں کا معاملہ ہے، یہ تمہیں رحمٰن کی جگہ شیطان سے ملادیں گے، کیوں کہ یہ ہوتے کچھ اور ہیں دکھتے کچھ اور ہیں، اے سنیو! خواب غفلت سے بیدار ہوجاؤ اور خبردار رہو کہ تمہارے پاس ایمان جیسی بیش قیمت دولت ہے اور ہر طرف رہبر نما رہزن رکھوالی کے نام پر گھات لگائے بیٹھے ہیں، ہرگز ان کے بہکاوے میں نہ آنا۔ ؎

یہ جو تجھ کو بلاتا ہے، یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر، دم میں نہ آنا، مت کیسی متوالی ہے

سونا پاس ہے، سُونا بن ہے، سونا زہر ہے، اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے، تیری مت ہی نرالی ہے

بقیہ ص ۸ ر پر

(از: محمد تحسین رضا نوری*)

کیا ماہِ صفر منحوس ہے؟

کل کائنات کا خالق و مالک اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، دنیا میں موجود ہر چیز کسی نہ کسی مقصد اور فائدے کے لیے پیدا کی گئی ہے، کسی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ نے بیکار اور بے فائدہ پیدا نہیں کیا، اُس نے دنیا کی ہر چیز اپنے بندوں کو بصورت نعمت عطا فرمائی، اُس کی کسی بھی نعمت کی تقبیح و تشنیع ہر گز جائز نہیں، آج ہماری قوم طرح طرح کے نظریات، رسومات، بدعات و خرافات، بدشگونی اور بے اصل باتوں میں مبتلا ہے، جیسے دوران سفر کالی بلی کا راستہ کاٹ جانا سفر میں حادثہ ہونے کی علامت ہے، محرم الحرام میں نکاح جائز نہیں، اسی طرح ماہ صفر کو بھی منحوس سمجھا جاتا ہے، اس مہینہ کے متعلق بھی بے شمار اور بے بنیاد باتیں مشہور ہیں، کہ یہ مہینہ مصیبتوں اور آفتوں سے بھرا ہوا ہے، اس مہینہ میں کوئی بھی نیا کام شروع نہیں کرنا چاہیے، اس کے ابتدائی تیرہ دن بہت زیادہ منحوس ہیں، اس طرح کی بے شمار خرافات و رسومات رائج ہیں، یاد رہے مذہب اسلام میں کسی بھی قسم کی بدشگونی جائز نہیں، قرآن کریم میں جگہ جگہ بدشگونی کی ممانعت آئی ہے، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے :

''فَاِذَا جَآءَتۡهُمُ الۡحَسَنَةُ قَالُوۡا لَـنَا هٰذِهٖ‌ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوۡا بِمُوۡسٰى وَمَنۡ مَّعَهٗ‌ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤـئِرُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۔ (الاعراف، آیت 131) ترجمہ: تو جب انہیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے لیے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی لیتے سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں۔'' (کنز الایمان)

اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جب فرعونیوں پر کوئی مصیبت (قحط سالی وغیرہ) آتی تھی تو وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے مومنین ساتھیوں سے بدشگونی لیتے تھے، کہتے تھے کہ جب سے یہ لوگ ہمارے ملک میں ظاہر ہوئے ہیں، تب سے ہم پر مصیبتیں، بلائیں آنے لگیں، انسان مصیبتوں، آفتوں میں پھنس کر توبہ کر لیتا ہے مگر وہ لوگ ایسے سرکش تھے کہ ان سب سے اُن کی آنکھیں نہ کھلیں بلکہ اُن کا کفر و سرکشی اور زیادہ ہوگئی کہ جب کبھی ہم اُنہیں آرام دیتے، ارزانی، سستی چیزوں کی فراوانی وغیرہ تو وہ کہتے کہ یہ آرام و راحت ہماری اپنی چیزیں ہیں، ہم ان کے مستحق ہیں، نیز یہ آرام ہماری اپنی کوششوں سے ہے۔

(تفسیر نعیمی، جلد 09، صفحہ 117)

تفسیر خازن، تفسیر کبیر میں ہے: فرعونی کفر میں اس قدر راسخ ہو چکے تھے کہ ان تکلیفوں سے بھی ان کی سرکشی بڑھتی ہی رہی، جب انہیں سرسبزی و شادابی، پھلوں، مویشیوں اور رزق میں وسعت، صحت، آفات سے عافیت و سلامتی وغیرہ بھلائی ملتی تو کہتے یہ تو ہمیں ملنا ہی تھا کیونکہ ہم اس کے اہل اور اس کے مستحق ہیں۔ یہ لوگ اس بھلائی کو نہ تو اللہ پاک کا فضل جانتے اور نہ ہی اس کے انعامات پر شکر ادا کرتے اور جب انہیں، قحط، خشک سالی، مرض، تنگی اور آفت وغیرہ کوئی برائی پہنچتی تو اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی نحوست قرار دیتے اور کہتے کہ یہ بلائیں اُن کی وجہ سے پہنچیں، اگر یہ نہ ہوتے تو یہ مصیبتیں نہ آتیں۔ (تفسیر خازن، تفسیر کبیر بحوالہ: تفسیر صراط الجنان)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''وَاِن تُصِبهُم حَسَنَة يقولوا هٰذِهٖ مِن عِندِ اللّٰه واِن تُصِبهُم سيئة يقولوا هٰذِهٖ مِن عِندِك قُل كل من عِندِ اللّٰه فمال هولاءِ القَومِ لا يكادُونَ يَفقَهُونَ

حدیثا ۔ (النساء، آیت 78) ترجمہ: اور اُنہیں کوئی بھلائی پہنچے تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور انہیں کوئی برائی پہنچے تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔'' (کنزالایمان)

یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حق میں نازل فرمائی کہ اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچے جیسے مال میں فراوانی آجائے، کاروبار اچھا ہو جائے، پیداوار زیادہ ہو جائے تو کہتے ہیں یہ اللہ پاک کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے جیسے قحط پڑ جائے یا کوئی اور مصیبت آجائے تو کہتے ہیں: اے محمد! یہ آپ کی وجہ سے آئی ہے، جب سے آپ آئے ہیں ایسی ہی سختیاں پیش آرہی ہیں۔ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صلی اللہ علیہ وسلم، تم ان سے فرما دو کہ رزق میں کمی بیشی، قحط یا خوشحالی، رنج یا راحت، فتح یا شکست سب حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں یعنی ہر راحت و مصیبت اللہ تعالیٰ کے ارادے سے آتی ہے، ہاں ہم اس کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ نیکی راحت کا ذریعہ ہے اور گناہ مصیبت کا سبب ہے۔ (ملخص: تفسیر صراط الجنان)

احادیث میں بدشگونی کی مذمت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''شگون شرک ہے، شگون شرک ہے، ہم میں سے ہر ایک کو ایسا خیال آجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اسے ہٹا کر توکل پر قائم فرما دیتا ہے۔'' (ابوداؤد شریف)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جسے کسی چیز کی بدفالی نے اس کے مقصد سے لوٹا دیا اُس نے شرک کیا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، ایسا شخص کیا کفارہ دے؟ ارشاد فرمایا: یہ کہے: اے اللہ تیری فال کے علاوہ اور کوئی فال نہیں، تیری بھلائی کے سوا اور کوئی بھلائی نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' [یہ الفاظ کہہ کر اپنے کام کو چلا جائے۔] (مسند امام احمد)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی، وہ ہم میں سے نہیں۔ (المعجم الکبیر)

ایک دوسرے مقام پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں جس شخص میں ہوں وہ بلند درجات تک نہیں پہنچ سکتا۔ (۱) جو اپنی اٹکل سے غیب کی خبر دے (یعنی آئندہ کی بات بتائے) یا (۲) فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرے، یا (۳) بدشگونی کے سبب اپنے سفر سے رک جائے۔ (تاریخ ابن عساکر)

احادیث میں بدشگونی کو شرک قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص بدشگونی کے افعال کو مؤثر حقیقی جانے تو شرک ہے اور یا مشرکوں کا فعل ہونے کی وجہ سے زجر اور سختی سے سمجھانے کے طور پر شرک قرار دیا گیا ہے۔ (تفسیر صراط الجنان)

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اسلام میں نیک فال لینا جائز ہے، بدفالی اور بدشگونی لینا حرام ہے۔ (تفسیر نعیمی)

ماہ صفر کو منحوس سمجھنا

دور جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) بھی لوگ ماہ صفر المظفر کے تعلق سے اس قسم کے خیالات رکھتے تھے کہ اس ماہ میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں، چنانچہ وہ لوگ ماہ صفر کے آنے کو منحوس سمجھتے تھے، آج بھی لوگ اس طرح کے وہمی تصورات و خیالات کے شکار ہیں، اس ماہ میں کسی بھی اچھے کام کو کرنے سے روکتے اور منع کرتے ہیں، جیسے سفر نہیں کرنا چاہیے ایکسیڈنٹ کا خطرہ رہتا ہے، شادیاں نہ کریں بچیوں کو اس ماہ میں رخصت نہ کریں گھر کے برباد ہونے کا امکان ہے، ایسے لوگ بڑا کاروبار لین دین نہیں کرتے، گھر کے باہر آمد و رفت کم کر دیتے ہیں، یہ جملہ خیالات بے بنیاد ہیں، ایسا بالکل نہیں۔

مراۃ المناجیح میں ہے: بعض لوگ صفر المظفر کے آخری

اسلامیات

چہار شنبہ (یعنی بدھ) کو خوشیاں مناتے ہیں کہ منحوس شہر (صفر المظفر) چل دیا، یہ سب باطل ہے۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی طرح (بدشگونی کے متعلق) کے ایک مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

" شرع مطہر (پاک شریعت) میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے، شریعت میں حکم ہے"اذا تطیر تم فامضوا۔ یعنی جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو، وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمانوں کو ایسی جگہ چاہیے کہ"اللھم لا طیر الا طیر ک و لا خیر الا خیر ک و لا الہ غیر ک۔ یعنی اے اللہ! نہیں ہے کوئی برائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں'' یہ پڑھ لے اور اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رکے اور نہ واپس آئے، واللہ تعالیٰ اعلم۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد29)

فضائل ماہ صفر

(۱) یہی وہ مبارک ومسعود مہینہ ہے جس میں ۲ ہجری میں جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا، اور آپ کی رخصتی ذی الحجہ میں ہوئی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی لاڈلی بیٹی کا نکاح اسی مہینہ میں کیا، اگر یہ مہینہ منحوس ہوتا تو اس کے بعد والی زندگی آپ کی صحیح نہ ہوتی، آپ کی اولاد نہ ہوتی، آپس میں محبت نہ ہوتی، نوبت طلاق تک پہنچ جاتی، لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا، آپ دونوں کے مابین بے پناہ محبت تھی اور آپ کی اولاد بھی ہوئی۔

(۲) اسی ماہ صفر ۴ ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمنوں کی چال ناکام کرنے کے لیے اور امن وامان قائم رکھنے کے لیے جنگی دستوں کو تیار فرما کر مختلف علاقوں میں بھیجا تھا۔

(۳) اسی ماہ صفر ۶ رھ میں حضرت حضرت ثمامہ بن اثال حنفی نے اسلام قبول کیا، یہ قبیلہ یمامہ کے سردار تھے ایک جنگ میں قید کر کے لائے گئے تھے، تین دن تک مسجد کے ستون سے بندھے رہے، بعد میں حضور کے اخلاق سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے تھے۔

(۴) اسی ماہ صفر ۷ ہجری میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔

(۵) اسی ماہ صفر ۸ ہجری میں جرنل اسلام، سپاہ سالار اعظم، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول فرمایا۔

(۶) اسی ماہ صفر کی ۲۷ تاریخ، ۱۱ ہجری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ترتیب دیا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ترتیب دیا ہوا آخری لشکر تھا۔

اس کے علاوہ بے شمار کام ہیں جو عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ماہ صفر میں سرانجام دیے گئے، اگر یہ مہینہ منحوس ہوتا تو اُن کاموں میں کبھی کامیابی نہیں ملتی، ربِّ کریم ہمیں اس طرح کی بدعات وخرافات، افکار ونظریات سے محفوظ رکھے، آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

◆◆◆

ص ۲۶ رکا بقیہ......................

تمام تفصیلات کے لیے ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے، اس سلسلے میں کیا جانے والا کام یقیناً سلاسلِ حقہ کی تحفظِ اہل سنّت وصیانت حق کے ضمن میں مخلصانہ خدمات کا گل دستہ ہوگا جس کی خوش بو سے فکر ونظر اور دل ودماغ مہک مہک اُٹھیں گے۔ ضرورت علمی کام کی ہے۔

گئے وہ دن کہ تنہا تھا مَیں انجمن میں
یہاں اب مرے راز داں اور بھی ہیں

◆◆◆

ص ۵ رکا بقیہ......................

کوئی ضروری نہیں کہ آج کل عالم، پیر اور صوفی نظر آنے والے حقیقت میں بھی وہی ہوں جو دِکھ رہے ہیں، ان میں کوئی صلح کلی بھی ہوسکتا ہے اور اس کا داعی بھی! کوئی وہابیہ دیابنہ کا ہم نوا بھی ہوسکتا ہے اور اس ہم نوائی کا داعی بھی! یہ اتنی صفائی سے آپ کے ایمان پر ڈاکہ ڈالیں کہ آپ کو خبر بھی نہ ہوگی اور آپ کا ایمان رخصت ہو چکا ہوگا، اس لئے آنکھیں کھلی رکھنے کی ضرورت ہے تا کہ آپ کا ایمان واسلام محفوظ رہ سکے۔

◆◆◆

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حیات طیبہ کے چند تابندہ نقوش

از: سید ابوبکر مصطفےٰ قادری*

اسلاف واخلاف

حضرت فضیل بن عیاض بن مسعود تمیمی یربوعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۰۵ھ/ ۷۲۳ء میں سمرقند میں ہوئی اور نشو نما ابیورد میں ہوئی، بڑی عمر میں آپ کوفہ پہنچے۔[۱] آپ ابتدا رہزنی کیا کرتے تھے، نیز آپ بہت ہی باہمت و بامروت تھے، جس کارواں میں کوئی عورت ہوتی یا جن کے پاس قلیل متاع ہوتی تو اس کو نہیں لوٹتے اور جس کو بھی لوٹتے اس کے پاس کچھ نہ کچھ مال ومتاع چھوڑ دیتے۔ آپ رہزنی کے باوجود فرض نماز و روزہ کے علاوہ نفل صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرتے تھے۔[۲]

آپ کے ڈکیتی سے توبہ کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو ایک لڑکی سے محبت ہوئی۔ ایک دن اس کے پاس جانے کے لیے دیوار چڑھ رہے تھے تو ایک تلاوت کرنے والے کی آواز سنی جو یہ آیت کریمہ پڑھ رہا تھا:

''اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔ [سورۃ الحدید، آیت ۱۶] کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جھک جائیں جو نازل ہوا۔'' (کنزالایمان)

آیت کریمہ سن کر آپ کے دل کی دنیا بدل گئی اور کہا" اے میرے رب! وہ وقت آ گیا ہے" پھر آپ رات ایک سنسان بوسیدہ مکان کے کھنڈر میں بیٹھ گئے۔ وہاں کچھ مسافر تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا اب سفر کے لیے چلنا چاہیے لیکن کچھ بولے صبح کا انتظار کرنا چاہیے کیوں کہ فضیل راستے میں ہی ہوں گے ہمیں لوٹ لیں گے۔ یہ سن کر حضرت فضیل نے توبہ کی اور ان مسافروں کو امن وامان دیا۔[۳]

ایک مرتبہ کوئی مالدار قافلہ اس جانب سے گزر رہا تھا، ان میں سے ایک شخص کے پاس بہت رقم تھی۔ چنانچہ اس نے لٹیروں کے خوف سے یہ سوچ کر کہ رقم بچ جائے تو بہت اچھا ہے اور صحرا میں رقم دفن کرنے کے لئے جگہ کی تلاش میں نکلا تو وہاں ایک بزرگ کو مصلیٰ بچھائے تسبیح پڑھتے دیکھ کر مطمئن سا ہو گیا اور وہ رقم بطور امانت ان بزرگ کے پاس رکھ کر جب قافلہ میں پہنچا تو پورا قافلہ لٹیروں کی نذر ہو چکا تھا۔

وہ شخص جب اپنی رقم کی واپسی کے لئے ان بزرگ کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ حضرت لٹیروں کے ساتھ مل کر مال تقسیم کر رہے ہیں، اس بیچارے نے اظہار تاسف کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے ہی ہاتھوں اپنی رقم ایک ڈاکو کے حوالے کر دی لیکن حضرت فضیل نے اسے اپنے قریب بلا کر پوچھا کہ یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ اپنی رقم کی واپسی کے لئے، آپ نے فرمایا کہ جس جگہ رکھ گئے تھے وہیں سے اٹھا لو، جب وہ اپنی رقم لے کر واپس ہو گیا تو آپ کے ساتھیوں نے پوچھا کہ یہ رقم باہم تقسیم کرنے کے بجائے آپ نے واپس کیوں کر دی؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ پر اعتماد کیا اور میں اللہ پر اعتماد کرتا ہوں۔

پھر چند یوم بعد لٹیروں نے دوسرا قافلہ لوٹ لیا جس میں بہت مال ومتاع ہاتھ آیا، لیکن اہل قافلہ میں سے کسی نے پوچھا کہ کیا تمہارا کوئی سرغنہ نہیں ہے؟ لٹیروں نے جواب دیا کہ ہے تو سہی لیکن اس وقت وہ لب دریا نماز میں مشغول ہے۔ اس شخص نے کہا کہ یہ وقت تو کسی نماز کا نہیں، راہزنوں نے کہا کہ نفل پڑھ رہا ہے پھر اس نے سوال کیا کہ جب تم کھانا کھاتے ہو تو کیا وہ تمہارے ہمراہ نہیں کھاتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دن میں روزہ رکھتا ہے۔ اس نے پھر کہا کہ یہ تو رمضان کا مہینہ نہیں ہے۔ ڈاکوؤں نے کہا نفلی روزے رکھتا ہے۔

* مضمون نگار کوٹیہ، مدنپور، دیوریا یوپی کے متوطن ہیں۔

یہ حالات سن کر وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا اور حضرت فضیل کے پاس جا کر عرض کیا کہ صوم وصلوٰۃ کے ساتھ رہزنی کا کیا تعلق ہے؟ آپ نے پوچھا کیا: تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس شخص نے جب اثبات میں جواب دیا تو حضرت فضیل نے یہ آیت تلاوت کی:

"وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا ۔

[سورۃ التوبۃ، آیت ۱۰۲] دوسروں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے عمل صالح کو اس کے ساتھ خلط ملط کر دیا۔"

آپ کی زبانی قرآنی آیت سن کر وہ شخص محو حیرت رہ گیا۔

[۴] آپ نے توبہ کے بعد سب سے پہلے علم دین حاصل کرنا شروع کیا۔ آپ کے حدیث میں منصور بن معتمر، بیان بن بشر، ابان بن ابی عیاش، ہارون عبدی، حصین بن عبد الرحمن اور عطا بن سائب علیہم الرحمۃ شیوخ اور تلامذہ عبد اللہ بن مبارک، یحی قطان، قعنبی، امام شافعی، اسد بن موسی، قتیبہ، بشر حافی، مسدد، یحیٰ بن یحیٰ تمیمی، احمد بن مقدام علیہم الرحمۃ اور ایک کثیر جماعت ہے۔[۵]

فقہ میں آپ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں نیز آپ ان کی فقہی چہل رکنی کمیٹی کے رکن بھی تھے، چنانچہ حضرت وکیع بن جراح علیہ الرحمۃ کے پاس ایک دن کسی آدمی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطا کی تو حضرت وکیع علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطا کیسے کر سکتے ہیں؟ جب کہ قیاس میں امام ابو یوسف و امام زفر، حفظ حدیث میں حضرت یحی بن ابی زائدہ، حضرت حفص بن غیاث اور حضرت حبان حضرت مندل، لغت اور عربی زبان میں حضرت قاسم بن معن اور زہد وتقویٰ میں حضرت داؤد طائی اور حضرت فضیل بن عیاض علیہم الرحمۃ جیسے مشہور ومعروف شخصیات ان کے ہمراہ ہیں تو جس کے ہم نشیں ایسے ہوں وہ کیسے غلطی کر سکتا ہے۔ اگر وہ خطا کرتے تو یہ حضرات انھیں پھیر دیتے۔[۶]

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقیہ اور فقہ میں مشہور، زہد و تقویٰ میں شہرت یافتہ، مال دار، اپنے قریب بیٹھنے والوں کو جود وسخا سے فیضیاب کرنے میں معروف، رات و دن میں درس وتدریس کے پابند، عابد شب زندہ دار، کم گو، حلال و حرام کا مسئلہ آنے تک بہت کم بولنے والے، بادشاہ کے مال ونذرانے سے بھاگنے والے تھے اور جب حدیث صحیح مل جاتی تو اسی پر عمل کرتے اگر چہ صحابہ وتابعین سے ہو ورنہ عمدہ قیاس فرماتے تھے۔"[۷]

خلیفہ ہارون رشید نے ایک دن حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کتنے بڑے زاہد ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے بڑے زاہد ہو، خلیفہ ہارون رشید نے پوچھا کیسے؟ کہا میں تو دنیا سے زاہد (بے رغبت) ہوں اور تم آخرت سے زاہد (بے رغبت) ہو اور دنیا تو فانی ہے اور آخرت دائمی۔[۸]

آپ ثقہ، ثبت وفاضل، عابد ومتقی اور کثیر الحدیث تھے۔[۹] آپ کی روایت سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی میں احادیث موجود ہیں۔[۱۰] خلیفہ ہارون رشید نے کہا: میں نے علما میں امام مالک سے زیادہ بارعب اور فضیل سے زیادہ متقی نہیں دیکھا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرے نزدیک روئے زمین پر فضیل بن عیاض سے افضل کوئی باقی نہیں ہے، امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ ثقہ ومامون ہیں۔[۱۱]

آپ اخیر عمر میں مسجد حرام میں مستقل طور پر معتکف ہو گئے تھے اور آخر عمر میں درس حدیث بند کر کے حرم الٰہی میں عبادت گزاری اور رات دن گریہ وزاری کرنا آپ کا بہترین مشغلہ تھا، بدن پر دو کپڑوں کے سوا کوئی سامان دنیا آپ کے پاس نہیں تھا اور اسی حالت میں محرم ۱۸۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔[۱۲]

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوا کہ ہر حال میں اللہ رب العزت سے تعلق قائم رکھنا چاہیے، عمر کے کسی بھی حصے میں تعلیم وتعلّم سے رشتہ استوار کرنے میں عار محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ درس وتدریس کے ساتھ اپنی آخرت وعاقبت کی فکر اور خوف خدا سے لرزاں رہنا چاہیے۔

حوالہ جات:

بقیہ ص ۳۵ ر پر

از: مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی*

تعزیہ داری پر امام احمد رضا کے فتووں کی غلط تشریح

حقائق کے تناظر میں

یہ فتنوں کا دور ہے، ہر طرف فتنے ہی فتنے ہیں، جہاں زمانہ نے ہر سو اپنی جہالت کا اودھم مچا رکھی ہے، ان فتنوں میں ایک فتنہ یہ بپا ہو چکا ہے کہ فتاویٰ رضویہ کا نام لے کر نا جائز امور کو جائز بتانے اور قوم وملت کو فسق وفجور کے قعر عمیق میں ڈالنے اور نیم رافضیت ورافضیت کو تقویت پہچانے کی ناتمام کوششیں جاری ہیں، اس طرح فتاویٰ رضویہ کی سندی ومعیاری حیثیت کو بھی مسخ کرنے کے درپے ہیں اور یہ فتنے اس پیلی بھیت سے اٹھے ہیں جہاں سے مسلک اعلیٰ حضرت کا بڑے زور وشور سے اشاعت و ترویج ہوئی ہے، حضور شیر بیشۂ اہل سنت، حضور محبوب ملت، حضور مشاہد ملت، حضور مشہود ملت، فاتح کرناٹک حضور منصور ملت علیہم الرحمۃ والرضوان کے احسانات کو کبھی دنیائے سنیت فراموش نہیں کرسکتی ہے لیکن انہیں کے گھرانے کے کچھ افراد اپنے ہی گھرانے کے بزرگوں کی روش سے ہٹ کر انہیں مردہ باد کہہ رہے ہیں اور مردہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔

بزعم باطل یہ دعویٰ کرر ہے ہیں کہ وہ فتاویٰ رضویہ کی اشاعت وترویج کرر ہے ہیں، انہیں ان کے بڑوں نے بچپن ہی میں فتاویٰ رضویہ ہاتھ میں دیا ہے، انھیں کبھی کسی عالم کی حاجت نہیں ہوئی کیونکہ ان کے ہاتھ میں فتاویٰ رضویہ ہے، اب ان کا دعویٰ ہے کہ تعزیہ بنا کر گشت کرانا جائز ہے اور یہ فتاویٰ رضویہ میں ہے اور وہ اپنے دعویٰ میں فتاویٰ رضویہ کی جو عبارت پیش کی ہے، ذرا اس کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ جو کام آج تک دشمنان اعلیٰ حضرت نہیں کیا وہ کام یہ کرر ہے ہیں، وہ عبارت مندرجہ ذیل ہے، محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ اپنی تصنیف اعالی الافادۃ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

’’(۱) تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پرنور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا، رکھنا، سب جائز، اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں، ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز، جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً ائمہ دین وعلمائے معتقدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور ان کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں، جسے اشباہ ہو (۱) امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے، مگر جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں، اوّل تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی، ہر جگہ نئی تراش، نئی گھڑت! جسے اس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت، پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق، کسی میں اور بیہودہ طمطراق! پھر کوچہ بکوچہ و دشت بدشت، اشاعت غم کے لئے ان کا گشت! اور ان کے گرد سینہ زنی! اور ماتم سازی کی شور افگنی، کوئی ان تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے، کوئی مشغول طواف، کوئی سجدہ میں گرا ہے، کوئی ان مایۂ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ! جلوہ گاہ حضرت امام علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنّی سے مرادیں مانگتا منّتیں مانتا ہے، حاجت روا جانتا ہے، پھر باقی تماشے، باجے، تاشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل! اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت

رضویات

* مضمون نگار فخر ازہر دار الافتاء، ہاسپیٹ بلاری کرناٹک کے مفتی ہیں۔

پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا، ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا، ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے، روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں، رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے، پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں، مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں، اب بہار عشرہ کے پھول کھلے، تاشے باجے بجتے چلے، طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم، شہوانی میلوں کی پوری رسوم، جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جنازے ہیں، کچھ نوچ اتار، باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے۔

یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے، اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثناء کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے، آمین! اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے، قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے، ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضۂ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے، اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا ہے: اتقوا مواضع التھم۔ (کشف الخفاء حدیث ۸۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۳۷-اتحاف السادۃ کتاب عجائب القلب بیان تفصیل مداخل الشیطان الی القلب، دار الفکر بیروت ۷ / ۲۸۳) تہمت کے مواقع سے بچو: اور وارد ہوا: من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلایقفن مواقف التھم۔ (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوٰۃ باب ادراک الفریضۃ نور محمد کار خانہ تجارت کراچی، ص ۲۴۹) جو شخص للہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ ہر گز تہمت کے مواقع میں نہ ٹھہرے۔

لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظّمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پرنور کے نقشے لکھے ہیں (والسلام علی من اتبع الھدیٰ، واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۶٤۹ / ١٦/ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف الرسالہ مسمی بہا، اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الھند وبیان الشہادۃ)

محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ نے کربلائے معلیٰ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک گھر میں رکھنے کو جائز قرار دیا اور ان کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنے کو قطعا جائز کہا (اور آج بھی اسے کوئی ناجائز نہیں کہتا ہے) تھوڑا آگے چل کر فرماتے ہیں کہ اپنے مکانوں میں رکھے مگر اب اس میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اوّلاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے صرف کاغذ کے نقشے پر قناعت کرے، اس مقام پر بھی صاف صاف تعزیہ بنانے کو بدعت کہہ رہے ہیں، اسے بنا کر گھر میں رکھنے کو بھی منع فرما رہے ہیں اور اس سے بچنے کا حکم حدیث پاک کی روشنی میں دے رہے ہیں، یہاں تو مروّجہ وغیر مروّجہ تعزیہ بنانے کی ممانعت روشن ہے اور اشاعت غم کے لئے گشت اور تماشے، باجے، تاشے اور اوپر ذکر کردہ دوسرے امور کو شمار کراتے ہوئے فرماتے ہیں (اور تعزیہ) اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے (جو) قطعاً بدعت وناجائز

وحرام ہے، جس تعزیہ کے سامنے جا کر ملنگ جی نعرہ لگا رہے تھے اور اسے تعزیہ شریف کہہ رہے تھے ایسے تعزیہ بنانے والے کو فاضل بریلوی قدس سرہ" جہال بے خرد سے تعبیر فرما رہے ہیں۔

(۲) انجمن اسلام اہل سنت وجماعت سہسوانی ٹولہ بریلی شریف سے ۱۰؍محرم الحرام ۱۳۳۹ھ میں ایک سوال ہوا کہ دس محرم الحرام جمعہ کا دن ہے جمعہ کے پیش نظر عوام اہل سنت اور سنی حنفی اہلیان انجمن نے جمعہ کی نماز کا اہتمام کیا ہے جس میں تعزیہ دار بدعتی بھی شامل ہیں اور اسی کے باعث جماعت کثیر ہے کیا اس جماعت میں شریک ہو کر نماز ادا کر سکتے ہیں؟ کیا اس جماعت میں شریک ہونے پر کثرت جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں ایسی جماعت میں شریک ہونے سے گنہگار ہونا لازم تو نہ آئے گا؟ (تلخیص سوال) محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

"جب کہ جماعت کا انتظام سنی حنفی اصحاب نے کیا اور امام سنی حنفی جامع شرائط امامت ہوگا تو اس میں بلاشبہ جماعت کثیر کا ثواب ملنے کی امید واثق ہے، تعزیہ داری ایک بدعت عملی ہے، وہ اس حد تک نہیں کہ اس کے مرتکب معاذ اللہ رافضی وہابی وغیرھم خبثاء کی مثل ہوں یا معاذ اللہ ان کی جماعت جماعت نہ ہو یا ان سے اجتناب ایسا ہی فرض ہو جیسا ان خبیثوں سے۔ضروریات دین بالائے سر۔ وہ عقائد ضروریہ اہل سنت کے بھی منکر نہیں۔ نہ محبوبان خدا کی معاذ اللہ توہین کرتے ہیں۔ نہ کسی محبوب بارگاہ سے معاذ اللہ دشمنی رکھتے ہیں پھر ان خبیثوں کو ان سے کیا نسبت، یہ عقیدۃ ہم میں سے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں۔ برائے جہالت و نادانی اس میں لہو ولعب وافعال ناجائز شامل کرتے ہیں۔

لہٰذا ان کی جماعت پر حکم جماعت نہ ماننا محض ظلم ہے اور جب اس کی نیت تماشا دیکھنے کی نہیں نماز با جماعت کثیر کی نیت ہے تو راستے میں ان چیزوں پر نگاہ پڑنے کا اس پر الزام نہیں جیسا کہ زمانۂ عرس میں آج کل مزارات طیبہ کی حاضری۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج ۴۰۵ / ۸ مترجم مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات)

اس مقام پر تعزیہ کے جائز ہونے کا قول نہیں ہے بلکہ تعزیہ داری کو بدعت عملی قرار دیا ہے، البتہ وہ سنی عوام جو بہکاوے میں آ کر تعزیہ داری کر رہے ہیں لیکن ان کا عقیدہ سنیوں والا ہے تو اسے وہابی، رافضی اور بدعقیدہ نہیں کہا جائے گا مگر اس کے اس فعل کو جہالت اور نادانی سے تعبیر فرمایا ہے اور اس فعل کو بدعت عملی قرار دیا ہے تو بات واضح ہے کہ یہ فتنہ گراپنی ضد، ہٹ اور کبر ونخوت میں آ کر بدعت کو پھیلا رہے ہیں جو مقام غور ہے۔

(۳) تعزیہ محرم میں بطور یادگاری امام حسن، حسین علی جدہما وعلیہما السلام بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ :

"تعزیہ بدعت و گناہ ہے، بطور یادگاری امام ان کے ذکر فضائل ونذر ثواب سے ہو۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۲۳ / ۱۰ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۴) تعزیہ بنانا گناہ ہے کفر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶۱۹ / ۱۶ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۵) تعزیہ (بنانا) ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر حاشا کفر نہیں؟ آخری میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کا مرتکب قابل بیعت نہیں (یعنی وہ فاسق معلن ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۶۲۷ / ۶۲۶ / ۶۱ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۶) تعزیہ رائجہ مجمع بدعاتِ شنیعہ سیئہ ہے، اس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم وعقیدت سخت حرام واشد بدعت۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶۲۸ / ۱۶ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۷) تعزیہ بنانا ناجائز و بدعت ہے، اس کا بنانا گناہ و معصیت اور اس کے اوپر شیرنی وغیرہ چڑھانا محض جہالت ہے اور اس کی تعظیم بدعت و جہالت اور جو تعزیہ کو ناجائز کہے، اس بنا پر اسے کافر یا مرتد کہنا اشد گناہ کبیرہ ہے کہنے والے کو تجدید اسلام ونکاح چاہئے، یونہی اس وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا مردود و باطل ہے، البتہ اگر کسی وہابی کو مرتد و کافر کہا تو مضائقہ نہیں اور وہابی کے پیچھے نماز بے شک ناجائز ہے جو تعزیہ داری میں غلو رکھے یا اس سے معروف ہوا گرچہ غلو نہ رکھے اس کے پیچھے بھی نماز نہ (پڑھنی

رضویات

چاہئے مگر پڑھیں تو ہو جائے گی ہاں اسے امام بنانا منع ہے۔(فتاویٰ رضویہ،ج ۶۳۶/۱۶ر کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ تعزیہ داری وبدعات کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ رسالہ کا اکثر حصہ تعزیہ داری کے ناجائز وبدعت بدعت سیئہ بدعت شنعہ ہونے کے بیان سے بھرا ہوا ہے اور غیر مروّجہ تعزیہ کو بھی شیعہ کی مشابہت سے تعبیر فرمایا ہے اور اسی میں ڈھول تاشے باجے کی حرمت کا بیان بھی موجود ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

(۸) ڈھول بجانا حرام ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۶۲۹/۱۶ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: (۹) یونہی علم، تعزیئے، تخت، جریدے، باجے، کھیل، تماشے سب بیہودہ (امور) و بدعت وممنوع ہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج ۶۳۳/۱۶ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۱۰) علم، تعزیہ، بیرق، مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعۂ حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے (ذریعۂ) منت جاننا اور حماقت اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۶۳۶/۱۶ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۱۱) تعزیہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضۂ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضۂ منورہ وکعبۂ معظّمہ کے نقشے۔اس وقت تک اس قدر میں حرج نہ تھا اب بوجہ شبیہ شیعی اس کی بھی اجازت نہیں، یہ جو باجے، تاشے، مرثیے، ماتم، برق پری کی تصویریں، تعزیے سے مرادیں مانگنا اس کی منتیں ماننا اسے جھک جھک کر سلام کرنا سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اس میں ہو گئی ہیں اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج ۶۴۰/۱۶ کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

(۱۲) تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں: قال اللہ تعالیٰ (ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان) طریقۂ مذکورہ ضرور فسق واتباع روافض اور تعزیہ (بنانے) کو جائز سمجھنا فسق عقیدہ مگر انکار ضروریات دین نہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج ۶۴۲/۱۶ر کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ: تعزیہ بنا کے نکالنا، اس کے ساتھ ڈھول نقارے بجانا، قبر کی صورت بنا کر جنازہ کی طرح نکالنا، اس پر پھول وغیرہ چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۱۳) جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔(فتاویٰ رضویہ ج ۶۴۲/۱۶ر کتاب الحظر والاباحہ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف)

اب ذرا ان مدعیان باطل سے سوال کریں کہ کیا محقق علی الاطلاق فاضل بریلوی قدس سرہ کو اعلان کے لئے ڈھول بجانے والے جزئیہ جو شامی میں منقول ہے وہ معلوم نہیں تھا کہ اس مقام پر ڈھول بجانے کو حرام قرار دیا، واضح ہے کہ ان مدعیان باطل کا مقصد فتنہ گری اور عوام اہل سنت کو گمراہ کرنا ہے اور اس کے ذریعہ پس پشت کسی سے زر لینا ہے، اس کے سوا کچھ نہیں، البتہ عوام وخواص اہل سنت سے گزارش ہے کہ تعزیہ داری کے ناجائز وبدعت سیئہ اور حرام ہونے پر اکابرین اہل سنت کا اتفاق ہے مگر یہ ظالم تعزیہ کے خلاف بولنے والے پر مردہ باد کے نعرے لگائے اور آپ خموش ہیں آپ کی غیرت کیوں نہیں جاگتی؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا ہے کہ ان کا دندان شکن جواب دیا جائے؟

◆◆◆

مفتی ساحل سہسرامی پر خصوصی ضمیمہ

ادارہ سنی دنیا بریلی شریف ماہ ستمبر ۲۰۲۴ء میں حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد ساحل سہسرامی علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ایک خصوصی ضمیمہ شائع کرنے جا رہا ہے، اصحاب قلم وقرطاس سے التماس ہے کہ ۲۰ راگست تک اپنے مضامین ومقالات ہمیں ارسال فرما دیں تا کہ وقت سے اشاعتی مراحل طے ہو سکیں۔ {نشتر فاروقی}

از: غلام مصطفیٰ رضوی*

اعلیٰ حضرت اور مشائخ چشتیہ

حسام الحرمین پر مشائخ چشتیہ کی تصدیقات کی روشنی میں

رضویات

سلاسل طریقت میں سلسلۂ چشتیہ بڑا معروف و مقبول اور مشہور ہے، جس میں بڑے بڑے اولیا، صاحبانِ دل اور علم و عرفان کے شناور گزرے ہیں۔ مشائخ چشت نے جہاں طریقِ نبوی کی اشاعت کی اور تزکیۂ باطن و اصلاحِ احوال کا مبارک فریضہ انجام دیا وہیں عقائدِ اسلامی کی حفاظت و صیانت نیز شریعت کی بقا کے لیے بھی جدوجہد کی اور اپنے اپنے دور میں دین کے مقابل پیدا شدہ فتنوں کا سدِ باب کیا، خانقاہوں اور زاویوں سے نکل کر عقائدِ حقہ کی اشاعت بھی کی اور باطل فتنوں کی سرکوبی کر کے رسمِ شبیری ادا کی۔

ملک ہندوستان میں مشائخ چشت میں سب سے نمایاں و ممتاز ذات سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز معین الحق والدین علیہ الرحمہ (وصال ۶۲۷ھ/۱۲۳۶ء) کی ہے۔ آپ علم و عرفان کے کئی چشموں سے سیراب تھے، بغداد کے دریائے معرفت کے شناور اور اپنے عہد کے اولیائے کرام کے تاج ور تھے، اعلیٰ حضرت؛ غوث اعظم علیہ الرحمہ کے حوالے سے فرماتے ہیں ؎

مزرعِ چشت بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اعلیٰ حضرت مثالی شخصیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی (وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) علم و فضل کے آفتاب اور معرفت و طریقت کے ماہ تاب تھے۔ آپ نے دین کی حفاظت و صیانت کی خاطر ہر اس جدید نظریے کی تردید کی جس سے اسلامی عقائد و احکام کی توہین ہوتی تھی۔ آپ نے علم و فضل کی ہر شاخ پر ایمان و ایقان کی پختگی کے گل و لالہ کھلائے اور شریعت و طریقت کے مقام بلند کی طرف اسلامی اُصولوں کی روشنی میں رہنمائی کی۔ آپ کی فکر و بصیرت فضائے طیبہ سے فیض یاب تھی، یہی سبب تھا کہ گردشِ ایام کی آندھیاں آپ کے قدموں کو متزلزل نہ کر سکیں اور زمانی تغیرات کا کوئی جھونکا آپ کو اپنے مقام سے ہِلا نہ سکا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسلاف کے پاکیزہ مسلک کی نمائندگی کی اور دل و نگاہ کی صفائی و تزکیۂ باطن کے لیے تاعمر کوشاں رہے، عقائد کے رُخ سے آپ کا قلمی کام نمایاں ہے جس پر سیکڑوں تصانیف شاہد عادل ہیں۔ ؎

دین ہو، فلسفہ ہو، فقر ہو، سلطانی ہو
ہوتے ہیں پختہ عقائد کی بنا پر تعمیر
حرف اس قوم کا بے سوز، عمل زار و زبوں
ہو گیا پختہ عقائد سے تہی جس کا ضمیر
(اقبالؔ)

عظیم محقق اور حسام الحرمین

اعلیٰ حضرت نے جو کچھ لکھا زمانی تقاضوں اور ضرورت کے تحت لکھا، یہی سبب ہے کہ آپ کی تحریریں نوع بہ نوع موضوعات کا احاطہ کرتی ہیں اور اسلافِ کرام کے علم و فضل کی آئینہ دار ہیں، صدیوں کی کاوشات کا عطر مجموعہ آپ کی تصانیف کی سطر سطر سے مہکتا ہے۔ تحقیق کی بزم آراستہ نظر آتی ہے اور ہر تصنیف موضوع کی مناسبت سے عدیم النظیر ہے، موضوع سے متعلق تمام گوشوں پر مواد فراہم کر دیتے ہیں۔ آپ نے جو کچھ لکھا علم و تحقیق کے بعد لکھا بلکہ جن افراد یا سربراہانِ جماعت پر شریعت کا کوئی حکم عائد کیا تو قائل پر صورتِ حال واضح کی اور توبہ پر مائل کیا لیکن! اس کے باوجود گستاخانہ عبارتوں کو حق و صحیح تسلیم کرنے والوں سے متعلق ''حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) کے نام سے علمائے حرمین کی تصدیقات جمع کیں اور مع عربی متن کے اردو میں ان کی اشاعت بھی کی۔

جس میں ۳۳؍ اکابر علماے حرمین کی تصدیقات اس بابت ہیں کہ برصغیر میں نئے پیدا شدہ عقائد کے بانیان؛ جنھوں نے اپنی کتابوں میں رسول گرامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں توہین و بے ادبی سے پُرعبارتیں لکھیں، اوران میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں وہ ازروے شرع اسلام سے خارج ہیں۔

عقیدہ کی اہمیت

علامہ سید احمد سعید کاظمی تحریر فرماتے ہیں :

’’بنی نوع انسان کو ایک مرکز پر لانے کا کوئی طریقہ اس سے بہتر نہیں ہوسکتا کہ انھیں معبود واحد کی وحدانیت کے اعتقادی مرکز پر جمع کر دیا جائے۔ لیکن فطرتِ انسانی محض عقل کی روشنی میں اس مرکز وحدت تک پہنچنے میں کسی ایسی دلیل کی محتاج تھی جو صحیح معنی میں اسے منزل مقصود تک پہنچا دے اور تمام بنی نوع انسان کے لیے ایسی کامل اور قطعی دلیل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ رسالت — توحید کی دلیل ہے...... قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قربِ مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔‘‘ (ماہ نامہ السعید مئی جون ۱۹۶۴ء، آئینہ حق و باطل، علامہ غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی، جماعت اہلسنّت شیخوپورہ ۱۹۹۴ء، ص ۵-۶)

جب بھی عقیدۂ توحید و رسالت کی توہین کی کوشش کی گئی مشائخ نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی اور گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچا کر دین پناہ کا کام انجام دیا اور اسلامی سرحدوں کی نگہ بانی کی، عقائد کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا، اس رُخ سے علما و مشائخ اور زاویہ نشینوں کی ایک روشن تاریخ موجود ہے۔

غیر اسلامی عقائد کی یورش اوران کا سدباب

انگریز نے تجارت کی غرض سے ہندوستان کا رُخ کیا، اپنی سازشی فطرت کے باعث تخریب کاری کی، مذہبی عقائد میں جدید نظریات پیدا کرنے کی تگ و دو کی، علما خریدے، نئے نظریات کے حاملین کی تائید و سرپرستی وصیانت کی، وہابی نظریات کو فروغ دیا، فرقۂ وہابیہ سے متاثر افراد کو وظائف دے کر ہم نوا بنایا، وہابی عقائد کی ترجمانی میں مولوی اسماعیل دہلوی نے کتاب تقویۃ الایمان لکھی، جس میں توحید کے زعم میں رسالت کی عظمتوں کو نشانہ بنایا، اسی سے متاثر ہونے والے علما میں مولانا قاسم نانوتوی دیوبندی نے ’’تحذیر الناس‘‘ لکھ کر اور نئے نبی کا امکان بتا کر قادیانیت کو غذا مہیا کی، بعد کو مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویِ نبوت کیا، مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا، اللہ کریم کے لیے کذب (جھوٹ) کا امکان تراشا۔ (ملاحظہ کیجیے: براہین قاطعہ)

ان کے شاگرد مولانا خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے اس کی تائید کی نیز میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت سے تعبیر کیا، مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے ’’حفظ الایمان‘‘ میں شانِ رسالت میں عیب جوئی کی اور علم غیب رسول کی نفی کی جب کہ شیطان و ملک الموت کے لیے غیب تسلیم کیا۔ اسی طرح کئی نئے عقائد کی داغ بیل پڑی۔ جن کی تردید اس زمانے کے اکابر علما نے تحریراً و تقریراً کی اوران کی اصلاح کی کوششیں کیں۔ ایسے علما جنھوں نے مذکورہ عقائد کے حاملین کو رجوع کے لیے متوجہ کیا ان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا نام نمایاں ہے۔ ایک مدت تک تنبیہ و اصلاح کے لیے کاوش کی اور جب رجوع و توبہ کی کوششیں بار آور نہ ہوئیں تو شریعت کا حکم کہہ سنایا۔ توہین رسالت پر مبنی عبارتوں پر حکم کفر عائد کیا۔ حسام الحرمین میں یہ احکام تحقیق و صداقت کے ساتھ درج ہیں جن پر ۳۳؍ علماے حرمین کی تصدیقات بھی ہیں۔

تعارف حسام الحرمین

علماے حق نے اپنی ذمہ داری سمجھ کر علماے دیوبند اور برصغیر میں پنپ رہے باطل عقائد پر شرعی گرفت کرتے ہوئے انھیں سمجھانے کی کوشش کی اور آخرت کا خوف دلایا۔ جب دیکھا کہ وہ جنبش کو تیار نہیں تو پھر ان کا شرعی مواخذہ کیا۔ ان علماے ربانیین میں ایک نام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی (ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء وصال ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کا ہے، آپ نے ان عقائد و گستاخیوں سے متعلق تنبیہ و توبہ کی ترغیب کے بعد دینی ضرورت سمجھتے ہوئے علماے حرمین کی خدمت میں بلاکم

وکاست گستاخانہ عبارتوں کو پیش کیا اور حکم شرع واضح کرتے ہوئے علمائے حرمین سے تصدیق چاہی۔

اس کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ علامہ فضل رسول بدایونی (م۱۲۸۹ھ) کی کتاب ''المعتقد المنتقد'' پر امام احمد رضا نے حاشیہ لکھا بہ نام ''المعتمد المستند'' اس کا خلاصہ امام احمد رضا نے دوسرے سفر حج ۱۳۲۳ھ میں علمائے حرمین کی خدمت میں پیش کیا اور اس میں ہندوستان میں پیدا ہونے والے فرقوں مثلاً قادیانی، نیچری، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد وغیرہم کے عقائد ذکر کیے، جس پر ۳۳؍علمائے حرمین نے مذکورہ فرقوں پر فتاویٰ کفر صادر فرمایا جس کی اشاعت ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین'' (۱۳۲۴ھ) کے نام سے ہوئی۔ فتاویٰ حسام الحرمین کی اشاعت عربی میں ہوئی جب کہ اردو اور انگریزی تراجم بھی ہند و پاک سے بار بار شائع ہو چکے ہیں اور ساری دُنیا میں ان کی مقبولیت ہے۔

مشائخ چشتیہ کی خدمات کا اجمالی تجزیہ

برصغیر میں اسلام کے کارواں کو تیز گام کرنے میں جن رجال کا وافر حصہ رہا ہے ان میں مشائخ چشتیہ نمایاں ہیں۔ جن کی خانقاہیں ایک طرف ارشاد و ہدایت کا مصدر ہوا کرتی تھیں تو دوسری طرف عقائد حقہ کی اشاعت کا محور ہوتیں، دلوں کے زنگ بھی دھوئے جاتے اور ظاہر کو بھی نکھارا جاتا، خیالات کی بے راہ روی کی اصلاح کی جاتی اور معاشرتی برائیوں کا سد باب کر کے پاکیزہ و معطر ماحول تشکیل دیا جاتا۔ ان مشائخ کرام کی خدمات کا دائرہ برصغیر کے طول و عرض میں پھیلا ہوا ہے، دور افتادہ علاقوں، غیر معروف کوچوں، خیابانوں، بیابانوں، دیہاتوں اور وحشت زدہ بستیوں میں اسلام و ایمان کی نوری کرنیں ان مشائخ کرام کے توسط سے پھیلیں۔

مشائخ چشتیہ نے ایک طرف داعیانہ کردار ادا کیا دوسری طرف نو پید فتنوں اور فرق ہائے باطلہ کی تردید میں نمایاں رول نبھایا، جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے گستاخِ رسول؛ مولویوں پر شرعی حکم عائد کیا اور علمائے حرمین کی تصدیقات کے ساتھ فتاویٰ حسام الحرمین کی اشاعت کی؛ اس کی تائید و توثیق سلاسل طریقت کے بزرگوں نے کی، سبھی سلاسلِ طریقت کے بزرگوں نے حفاظت دین کے لیے حسام الحرمین کی تائید کی اور تصدیقی کلمات ارشاد فرمائے، اس تحریر میں مشائخ چشتیہ کی حسام الحرمین پر تصدیقات اور تردید مذاہب باطلہ کے ضمن میں چند نکات درج کیے جاتے ہیں۔ راقم نے اس سے قبل ایک مقالہ ''حسام الحرمین اور مشائخ نقشبندیہ'' کے عنوان پر تحریر کیا تھا جس کی کئی مقامات سے اشاعت عمل میں آئی۔

''حسام الحرمین'' (۱۳۲۴ھ) پر ۳۳؍علمائے حرمین کی تصدیقات کی اشاعت کے ۲۰؍سال بعد ۱۳۴۵ھ میں علامہ حشمت علی خان قادری پیلی بھیتی نے ''الصوارم الہندیہ علیٰ مکر شیاطین الدیوبندیہ'' کے نام سے ۲۶۸؍علما و مشائخ کی تصدیقات جمع کر کے شائع فرمائیں۔ انھیں میں سے مشائخ چشتیہ کی تصدیقات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے، نیز عقائد حقہ کے تحفظ کے لیے کاوشات پر بھی ضمناً روشنی ڈالی جائے گی، اس سے قبل علامہ حشمت علی خان قادری کا یہ اقتباس ملاحظہ کریں:

> ''بعض جہال بکا کرتے ہیں کہ یہ تو بریلی و دیوبند کے جھگڑے ہیں علمائے بریلی کے سوا دیوبندیوں کو کوئی کافر نہیں کہتا— وہ دیکھیں کہ جس قدر علمائے اہلسنّت ہیں وہ سب دیوبندی گروہ کی تکفیر میں علمائے بریلی سے متفق ہیں۔''

(الصوارم الہندیہ، رضا اکیڈمی ممبئی ۱۳۳۷ھ، ص۲۰)

مرکز چشت اجمیر مقدس

حسام الحرمین پر اجمیر مقدس جوارِ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ میں جاری دار العلوم معینیہ عثمانیہ کے اساتذہ کی تصدیقات ہیں، دار العلوم کے مفتی امتیاز احمد انصاری لکھتے ہیں :

> ''بے شک دعویِ نبوت کفر اور گستاخیاں، شانِ اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کفر اور ارتداد...... اور خدائے عزوجل صادق وسبحان کو کذب کا عیب لگانا کفر صریح... علیٰ ھذا علم اقدس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شیطان ملعون کے علم سے کم بتانا موجب لعنت و کفر... نیز حضور اقدس وانور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اعلیٰ کو مذکورہ اشیا کے علم سے تشبیہ دینا

توہین علوم نبوی۔۔۔اور موجب ارتداد و کفر اور ان کفریات کا قائل اور یہ اشخاص جن کی کتب مطبوعہ سے اس قسم کے عقائد ثابت ہیں حسبِ فتاوائے علمائے حرمین شریفین نہ محض بے ادب اور گستاخ۔۔۔ بلکہ خدا اور رسول کے دُشمن اور بقاعدہ شرعیہ کافر و مرتد ہوئے ، واللہ تعالیٰ اعلم۔'' (مرجع سابق، ص ۴۳)

اس ضمن میں دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف کے جن مدرسین کی تصدیقات ہیں ان کے نام اس طرح ہیں: [۱] مولانا محمد عبد المجید (موصوف نے یہ الفاظ درج کیے: (بے شک ان اقوال کا قائل و معتقد کافر ہے اور فتاوائے حرمین حق ہیں۔'' مرجع سابق) [۲] مولانا عبد الحی [۳] مولانا غلام علی عرس سرکار غریب نواز علیہ الرحمہ ۱۳۴۷ھ کے موقع پر عرس میں شریک علما نے حسام الحرمین پر تصدیقات ثبت فرمائیں؛ ان کے نام اس طرح ہیں:

[۱] مولانا سید محمود حسین زیدی الوری [۲] مولانا محمد میراں شافعی (مدرس: مدرسہ نجم الاسلام بھیونڈی ضلع تھانہ) [۳] مولانا نثار احمد ناگوری [۴] مولانا شمس الدین احمد جون پوری (مصنف: قانون شریعت) [۵] مولانا محمد حامد علی فاروقی رائے پوری [۶] مولانا حبیب الرحمن [۷] مولانا سید رشید الدین احمد بریلوی فخر المدرسین مولانا معین الدین اجمیری ابتدا میں علمائے دیوبند کی تصانیف سے عدم مطالعہ کی بنیاد پر خاموش تھے۔ ۱۳۳۷ھ/۱۹۱۹ء میں حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں قادری کی اجمیر شریف آمد پر مراسلت ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا اجمیری علمائے حرمین و علمائے برصغیر کے ہم نوا ہو گئے۔ آپ اپنے ایک مکتوب بنام حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خان میں لکھتے ہیں :

''براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلہ میں اپنے شیخ ''شیخ نجدی''، یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے، دیکھ کر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلماتِ کفر ہیں اور ان کا قائل کافر، باقی ہفواتِ اہلِ دیوبند کو بعد صحت کے ان شاء اللہ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔'' (مرجع سابق، ص ۱۲۸)

آستانۂ کچھوچھہ مقدسہ

سلسلۂ چشتیہ کی ایک عظیم واہم شاخ خانقاہِ کچھوچھہ شریف (یوپی) ہے؛ جہاں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی مشن کو تازگی عطا کی اور لاکھوں دلوں کو ایمان و ایقان سے روشن فرمایا۔ اس آستانے سے جو گُل کھلا اس کی خوش بو دور تک پہنچی۔ حسام الحرمین پر کچھوچھہ مقدسہ سے جاری کردہ تصدیقات کی تمہید میں مولانا فضل الدین بہاری لکھتے ہیں:

''بے شک مرزا غلام احمد قادیانی دعویِ نبوت کر کے کافر ہوا۔ بلاشبہہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی نے سرکار الوہیت و دربارِ رسالت میں گستاخی اور منھ زوری کی جس کی بنا پر مردود بارگاہ ہوئے اور ذریت ابلیس میں پناہ پایا۔'' (مرجع سابق، ص ۳۸)

اسی میں حضور محدث اعظم علامہ سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی جو حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے توسط سے چشتی نسبت رکھتے ہیں وہ ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

''لاریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین فی تکفیر ھو لاء المذکورین صحیحۃ۔'' (مرجع سابق، ص ۳۸)

مولانا سید محمد شرف الدین اشرف اشرفی جیلانی جائسی جو حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے توسط سے سلسلۂ چشتیہ سے وابستہ ہیں؛ نے حسام الحرمین پر ''الجواب صحیح'' کے الفاظ میں تصدیق کی۔ (مرجع سابق، ص ۳۷)

مولانا سید احمد اشرف قادری چشتی اشرفی جیلانی نیز مولانا معین الدین احمد چشتی و مولانا سید حبیب اشرف چشتی نے بھی تصدیق فرمائی۔ (مرجع سابق، ص ۳۹-۴۰)

شیخ المشائخ اشرفی میاں کی رائے گرامی

۲۱ /ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کے تحریر کردہ ایک مفاوضۂ عالیہ میں شیخ المشائخ گلبن خیابانِ سمنانی مولانا سید علی حسین چشتی اشرفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

''مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہلسنّت کے فتوؤں پر عمل کرنا واجب ہے، کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔''

ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''مولانا بریلوی اور اس فقیر کا

مسلک ایک ہے۔'' (مرجع سابق،ص۹۱–۹۲)

دیگر علما ومشائخ چشتیہ کی تصدیقات

[۱] مولانا سید محمد حنیف چشتی (مفتی نکودر، ضلع جالندھر) لکھتے ہیں :

''حسام الحرمین کے فتاویٰ صحیح ہیں اور علمائے حق کے لکھے ہوئے ہیں۔ راہین قاطعہ (از خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی) کے دیگر مقاموں پر فاتحہ علی الطعام ومیلاد شریف کو بھی ناجائز لکھا ہے یہ بھی غلط ہے۔ ایسی بے ہودہ کتاب کا پڑھنا بھی درست نہیں۔'' (مرجع سابق،ص۵۹)

[۲] مولانا امین القادری چشتی اشرفی (بھیونڈی، ضلع تھانہ) لکھتے ہیں :

''فتاویٰ حسام الحرمین نہایت صحیح وحق ومدلل ہیں ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔'' (مرجع سابق،ص ۷۳)

[۳] مولانا محمد یوسف صدیق اللہ شاہ چشتی اشرفی شافعی (خطیب جامع مسجد بھیونڈی، ضلع تھانہ) [۴] مولانا ابو ناظم محمد کاظم رحمتی چشتی (سراج گنج بنگال) لکھتے ہیں :

''تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کو کوسوں دور رکھیں اور ان گندم نما جو فروش لوگوں کے دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین وایمان کی حفاظت ونگہ بانی کریں۔'' (مرجع سابق،ص ۸۲)

[۵] مولانا عبد العزیز خاں چشتی اشرفی (فتح پور، ہسوہ) لکھتے ہیں :

''حسام الحرمین کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض وضرور ہے۔'' (مرجع سابق،ص ۸۳)

[۶] مولانا محمد یونس قادری چشتی اشرفی سنبھلی [۷] مفتی احمد یار خاں بدایونی اشرفی [۸] مولانا ابو الفیض چشتی سلیمانی [۹] مولانا عبد النبی المختار یار محمد فریدی چشتی (گڑھی اختیار خاں، ریاست بہاول پور) لکھتے ہیں :

''حسام الحرمین استفتا کا کافی جواب اور سراسر حق وصواب ہے۔'' (مرجع سابق،ص ۵۱–۵۲)

[۱۰] غازی اسلام مولانا کرم الدین دبیر چشتی (بھیں تحصیل چکوال، ضلع جہلم، پنجاب) لکھتے ہیں :

''نجدیوں اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدا ورسولِ خدا کی کچھ عظمت نہیں۔ ..... یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں۔ جیسا کہ علمائے حرمین شریفین کا مدلل ومفصل فتویٰ ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔'' (مرجع سابق،ص ۵۶)

مولانا کرم الدین دبیر چشتی کی تصدیق پر دستخط کرنے والے علما کے نام اس طرح ہیں: مولانا محمد فیض الحسن چشتی جہلمی، مولانا احمد دین چشتی چکوالی۔ ہم بعض ان علمائے عرب کا بھی ذکر کیے دیتے ہیں جنھوں نے ''حسام الحرمین'' یا ''الدولۃ المکیۃ'' (از اعلیٰ حضرت) پر تقریظ لکھی؛ یا خلافت واجازتِ اعلیٰ حضرت سے سرفراز ہوئے۔ مسلک اہلسنّت کی ترویج وتردید عقائد باطلہ میں اہم کردار ادا کیا اور جو نسبت چشتیہ سے منسلک تھے۔ جن کی حرمین میں بڑی قدر ومنزلت تھی۔

[۱] حضرت شیخ احمد بن ضیاء الدین مکی حنفی، حاجی امداد اللہ چشتی مہاجر مکی کے خلیفہ اور ''حسام الحرمین'' کے مقرظ۔ (امام احمد رضا اور علمائے مکہ مکرمہ، بہاء الدین شاہ، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۱۰ء، ص ۲۰) اعلیٰ حضرت کی تصانیف ''فتاویٰ الحرمین'' اور ''الدولۃ المکیۃ'' پر بھی تصدیق قلم بند فرمائی۔ [۲] مولانا رحمت اللہ کیرانوی چشتی مہاجر مکی (م ۱۸۹۱ء) خلیفہ حاجی امداد اللہ چشتی مہاجر مکی۔ آپ نے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ومولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی تردید میں مولانا عبد السمیع بیدل چشتی رام پوری کی کتاب ''انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ'' اور مولانا غلام دستگیر قصوری ہاشمی نقشبندی کی تصنیف ''تقدیس الوکیل'' پر تقریظ تحریر فرمائی، فاتح قادیانیت حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی نے مولانا کیرانوی کو ''فخر العلماء'' کا خطاب عطا فرمایا۔ (مرجع سابق،ص ۲۹)

حضرت پیر مہر علی شاہ چشتی گولڑوی نے اعلیٰ حضرت کے فتویٰ ''الدلائل القاہرۃ علی الکفرۃ النیاشرۃ'' پر تصدیق فرمائی۔ (مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء) مولانا کیرانوی نے اخیر عمر میں محلہ جیاد مکہ مکرمہ میں مدرسہ احمدیہ قائم کیا۔ جس میں تجوید وحفظ

رضویات

قرآن پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی، حاجی امداداللہ چشتی مہاجر مکی کے خلیفہ اور تصنیفِ اعلیٰ حضرت ''حسام الحرمین'' کے مقرظ قاری حافظ شیخ احمد بنگالی (چشتی) اس کے مدرس و مہتمم تھے۔ (مرجع سابق، ۳۰)

حاجی امداداللہ چشتی مہاجر مکی علیہ الرحمہ؛ جو بانیانِ فرقۂ دیوبندیہ کے مرشد ہیں نے ''فیصلۂ ہفت مسئلہ'' لکھ کر علمائے دیوبند کی اصلاح کی کوشش کی، دیوبندی مناظر و ترجمانِ دیوبند محمد امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی اپنی کتاب میں رسالہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''احباب موقع بموقع ہفت مسئلہ کا قصہ چھیڑ دیتے ہیں، یہ رسالہ ۱۳۱۲ھ میں لکھا گیا۔ قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس اللہ سرہ نے یہاں تک فرما دیا کہ اسے حمام میں جھونک دو۔'' (تجلیاتِ صفدر، جلد اول، ص ۵۰۹)

حاجی امداداللہ چشتی مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے خلیفہ مولانا احمد حسن چشتی کان پوری نے امکانِ کذب کے مسئلے میں مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی تردید میں ''تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ کذب والنقصان'' تحریر کی، شیخ الدلائل مولانا عبدالحق چشتی سے اعلیٰ حضرت کے روابط: شیخ الدلائل مولانا عبدالحق چشتی الہ آبادی مہاجر مکی صابری چشتی سلسلے کے شیخ طریقت تھے؛ آپ نے حسام الحرمین پر تقریظ قلم بند کی، اکابر علمائے مکہ مکرمہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ حسام الحرمین میں آپ کی تقریظ سے قبل ان القاب سے ذکر کیا گیا ہے: ''بقیۃ الاکابر، عمدۃ الاواخر، حامی السنن، ماحی الفتن، مطرح اشعۃ النور المطلق مولانا الشیخ محمد عبدالحق المھاجر الالٰہ آبادی۔'' (حسام الحرمین، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۱۳ء، ص ۱۰۳)

اعلیٰ حضرت کے دوسرے سفر حج ۱۳۲۳ھ کے موقع پر شیخ الدلائل سے اعلیٰ حضرت کی خصوصی ملاقاتیں رہیں، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''دعوتوں کے علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا، مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید بابصیل اور مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی اور کتب خانے میں مولانا سید اسمٰعیل کے پاس رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔'' (الملفوظ، مرتب مفتی اعظم ہند، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء، حصہ دوم، ص ۱۵۸۔۱۵۹)

اعلیٰ حضرت کی حرمین میں مقبولیت سے متعلق شیخ الدلائل حضرت مولانا عبدالحق چشتی مہاجر مکی فرماتے ہیں: ''(امام احمد رضا کو) مکہ معظّمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔'' (الملفوظ، مرتب مفتی اعظم ہند، رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء، حصہ دوم، ص ۱۸۱)

مولانا عبدالحق چشتی مہاجر مکی کے تلمیذ مولانا کریم اللہ پنجابی فرماتے ہیں:

''انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین ویاتیھا من الھند الوف من العلمین فیھم علماء وصلحاء اتقیاء رأیتھم یدورون فی سکک البلد لا یلتفت الیھم من اھلہ احد واری العلماء والکبار العظماء الیک مھرعین وبالاجلال مسرعین ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں، ان میں اہلِ علم، اہلِ اصلاح، اہلِ تقویٰ سب ہوتے ہیں، انھیں دیکھا کہ وہ بلدہ مبارکہ کی گلیوں میں گھومتے ہیں، کوئی ان کی طرف دھیان نہیں کرتا لیکن آپ کی مقبولیت کی عجیب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علما عظما آپ کی طرف دوڑے آرہے ہیں اور تعظیم بجا لانے میں جلدی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے وہ بڑے فضل والا ہے۔'' (تمہید، الاجازات المتینۃ، مشمولہ رسائل رضویہ، ادارۂ اشاعت تصنیفات رضا بریلی، ص ۱۰۲۔۱۰۳)

شیخ الدلائل نے ''حسام الحرمین'' اور ''الدولۃ المکیۃ'' پر تقریظ لکھی، حضرت حاجی امداداللہ چشتی مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا احمد بن ضیاء الدین بنگالی مکی نے اعلیٰ حضرت کی کتاب ''الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ'' پر تقریظ لکھی، جو 'افتائے حرمین کا تازہ عطیہ' (مطبوعہ بریلی ۱۹۱۰ء) میں شامل ہے۔ (تاریخ الدولۃ المکیۃ، عبدالحق انصاری، ص ۸۷۔۸۸)

مشائخ چشتیہ کی عقائد اہلسنّت کی حفاظت وصیانت کی غرض سے کاوشات، ردِ فرق ہائے باطلہ کے لیے خدمات کے ذکر کے لیے دفتر چاہیے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے کثیر فتاویٰ ہیں جن پر علما و مشائخ چشتیہ کی تصدیقات ثبت ہیں۔ ان بقیہ ص ۸ / پر

مضمون نگار جامعہ ضیائیہ فیض الرضا درری، سیتامڑھی کے استاذ ہیں۔

از: مولانا سبطین رضا مرتضوی*

تعلیمات رضا اور ہماری ذمہ داریاں

رضویات

یہ بات مسلم ہے کہ قوموں کا عروج وارتقا اور استحکام اسلاف کی تعلیمات سے آگاہی اور ان کے نقش قدم پر عمل پیرا ہو کر ہی حاصل ہوسکتا ہے۔ اکابرین ملت کی تعلیمات جس قدر دل کی گہرائیوں میں اترتے جائیں گے، اسی قدر کامیابی کی منزلیں آسان سے آسان تر ہوتی چلی جائیں گی، چودہویں صدی میں جن اساطین علم وفکر نے اپنے کردار وعمل اور تحریر وقلم کے ذریعے گہرے نقوش چھوڑے ان میں امام احمد رضا قدس سرہ کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خاں رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی ذات علم وتحقیق کی دنیا میں محتاج تعارف نہیں، بلکہ ماہ نیم ماہ ومہر نیم روز کی طرح درخشاں ہے، دنیائے سنیت کا گوشہ گوشہ آپ کے علم وعرفان سے منور ہے، آپ کو جس حیثیت سے دیکھا جائے ممتاز نظر آتے ہیں، اگر تصوف کی حیثیت سے آپ کی ذات گرامی پر نظر ڈالی جائے تو گروہ صوفیا کے امام نظر آتے ہیں۔ تفسیر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو مفسر اعظم دکھائی دیتے ہیں، حدیث دانی کی حیثیت سے نظر ڈالی جائے تو محدث اعظم نظر آتے ہیں، فقہی حیثیت سے دیکھا جائے تو اپنے زمانہ کے امام اعظم نظر آتے ہیں، نحوی وصرفی حیثیت سے نظر ڈالی جائے تو امام النحو والصرف نظر آتے ہیں، شعر وشاعری کی حیثیت سے دیکھا جائے تو نعت گوئی میں حسان الوقت نظر آتے ہیں، مصلح ومفکر کی حیثیت سے دیکھا جائے تو مصلح اعظم ومفکر اعظم نظر آتے ہیں؛ غرض کہ آپ رضی اللہ عنہ کو جس حیثیت وجہت سے بھی دیکھا جائے آپ اسی حیثیت سے امام ہی نظر آتے ہیں۔

آپ نے عالم رنگ وبو میں اس وقت آنکھیں کھولیں جب مذہبی قدریں زوال پذیر اور سرزمین ہند ماتم کناں اور غم گسار تھیں، اس کی فضائے بسیط میں آہ وفغاں کے نالے بلند تھے، بد مذہبی ولا دینی کا دور دورہ تھا۔ فرقہائے باطلہ ہندوستان بھر میں اپنے آہنی پنجے پیوست کرنے ہر ممکن وغیر ممکن کوششوں میں مبتلا تھے۔ بد مذہبیت کا سیلاب اور شاتمان رسالت کا طوفان برپا تھا، اسلامی زندگی کا ہر پہلو مجروح ہو چکا تھا، شمال وجنوب کا کونہ کونہ سسک رہا تھا، مشرق ومغرب کا گوشہ گوشہ سوگوار تھا، عقیدت مند بے چین وبے قرار تھے، حق پرستوں کی صدائے حق جبر واکراہ کے ذریعہ دبائی جارہی تھی، ناموس رسالت پر مر مٹنے والے ماہی بے آب تھے، مذہب مہذب اہل سنت کے رہنما یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ اب مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا؟

اس سلسلے میں ملت اسلامیہ کے صحیح وسچے رہنماؤں نے اپنے مخصوص اندازوں میں قوم کو جھنجھوڑنے، انہیں ماضی کی جھلک دکھانے وبیدار کرنے کی حتی المقدور کوششیں کیں، مگر حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے اور کفر وضلالت اور بد مذہبی ولا دینی کی تاریک گھٹاؤں نے ہر طرف ڈیرے ڈالنے شروع کر دیئے، ایسے نازک وپرآشوب اور ہولناک فضا میں حق پرستوں کی صدائے حق رنگ لائی، آہ وفغاں باب اجابت سے ٹکرائی۔ سرزمین بریلی رشک ثریا بنی، خورشید ولایت اور ماہتاب مجددیت وفقاہت افق بریلی پر نمودار ہوا اور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ مطلع شہود پر جلوہ گر ہوئے۔

آپ نے اسلام وناموس رسالت کی تحفظ وبقا کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیں اور مسلمانوں کی بے دریغ اور بے لوث خدمات انجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ آپ نے دشمنان دین کے خلاف آواز اٹھائی، باطل عقائد ونظریات کی بیخ کنی کیں، ہر فتنے اور باطل فرقے، قدیم وجدید غیر شرعی رسومات اور بدعات سیئات

ومنکرات کی سر کوبی فرمائیں۔ ناپاک لوگوں کے عزائم کے تار و پود کو بکھیر کر رکھ دیا۔ آپ کی پر خلوص مساعی جمیلہ نے فریب کاروں کے گھناؤنے منصوبوں کا پردہ چاک کر دیا اور بروقت سیدھے سادے مسلمانوں کا تعلق سرور کائنات، فخر موجودات، مختار دو عالم، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مضبوط اور مستحکم کر دیا۔

آپ کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ خدمت دین متین، ترویج و اشاعت سنت مصطفیٰ اور رد بدعات و منکرات کے لیے وقف تھا۔ باطل فرقوں کے عقائد باطلہ کے رد کرنے کے ساتھ ساتھ بدعات و منکرات کا بھی رد بلیغ فرمایا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں رائج بدعات وخرافات، محرمات و منکرات کا جس واضح اور صریح انداز میں آپ نے رد فرمایا ہے وہ کسی اور کے یہاں نظر نہیں آتا۔

لیکن افسوس کہ جنہوں نے بدعات وخرافات کے خلاف جنگیں کیں اور ان کی روک تھام کے لیے کثیر فتاوے صادر فرمائیں مگر ظالموں نے ان ہی بدعات کا رشتہ آپ سے جوڑ دیا، مزارات پر ہونے والی ہر طرح کی غیر شرعی خرافات کا ذمہ دار بھی آپ ہی کو ٹھہرا دیا، قبر کے سوداگروں، ہنود اور بعض جاہلوں کے غیر شرعی عمل کو آپ ہی کی طرف منسوب کر دیا، بلکہ معاملہ یہاں تک ہے کہ مزارات کی خرافات کو بریلویت کی علامت تک قرار دے دیا گیا ہے۔ وہ سخت غلط فہمی کے شکار ہیں یا جان بوجھ کر جھوٹ بولتے نہیں شرماتے۔

بدعات وخرافات، محرمات و منکرات کے تعلق سے سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور ارشادات اس کثرت سے ہیں کہ وضاحت کے ساتھ سب کے بیان کرنے کے لیے کئی دفاتر درکار ہوں گے، من جملہ بدعات وخرافات وغیر شرعی رسومات کا ذکر اختصار کے ساتھ بھی بوجہ قلت صفحات واختصار مضمون بیان کرنے سے قاصر ہیں، فقط جن میں ہمارے دشمن ہمیں بدنام کرنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں، غلط بیانی کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اسے بریلویت کا نام دیتے ہیں ان کا ذکر اختصار کے ساتھ ذیل میں بیان کیے دیتے ہیں تا کہ مطلع صاف ہو جائے، حقائق سامنے آجائے اور انصاف پسند حضرات اعتراف حقیقت پر مجبور ہو جائے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی فکر کیا تھی، ان کا موقف و مسلک کیا تھا، امید کہ سنی سنائی باتوں کے مقابلے میں حقائق کو اہمیت اور ترجیح دی جائے گی۔

اولیائے کرام کا عرس وغیرہ منانا

حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے بزرگان دین کے اعراس کی اجازت دی ہے مگر کچھ شرائط کے ساتھ۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''اولیاے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اس کا ثواب ارواح طیبہ کو پہنچانا جائز ہے، جب کہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۹: ص۵۳۹)

مزارات کو بوسہ دینا

اس متعلق سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''مزار کو بوسہ دینا نہ چاہیے۔ علما اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۹: ص۵۲۸)

ایک اور جگہ رقمطراز ہیں کہ:

''فی الواقع بوسۂ قبر میں علما مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے جو دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع ادب، تو جسے غلبۂ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہی احوط ہے۔ ہمارے علما نے تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو۔'' (ایضا، ج۹: ص۵۲۸)

قبر پر چراغاں کرنا

قبروں پر چراغاں کرنے کے متعلق سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

''اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے بیٹھا ہے نہ وہ قبر سر راہ واقع ہے نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔ غرض

کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہو اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھہرا۔ خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا۔ کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہوا و **العیاذ باللہ تعالی**۔ اور اگر وہاں مسجد ہے یا تالیان قرآن یا ذاکران رحمٰن کے لیے روشن کریں یا قبر سر راہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں، یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و جلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہر گز ممنوع نہیں۔''

(احکام شریعت، حصہ اول، ص ۱۷: ، ط: الکبیر پبلیکیشنز)

مزارات پر چادر چڑھانا

آج کل مزاروں پر منوں اور ٹنوں کے حساب سے چادریں چڑھانے کا رواج ہے، حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف ایک چادر چڑھانے کی حد تک اس کے جواز کے قائل ہیں، ڈھیروں چادریں چڑھانے کو بطور تسم جائز نہیں سمجھتے، تحریر فرماتے ہیں:

''جب چادر موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے، بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں۔'' (احکام شریعت، حصہ ا، ص ۴۷)

قبر پر فاتحہ کا کھانا رکھنا

اس کے متعلق سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

''فاتحہ کا کھانا تو قبروں پر رکھنا ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ پر رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔'' (ایضاً، ص ۴۷)

مزارات پر حاضری و فاتحہ پڑھنے کا طریقہ

سوال ہوا کہ بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز با ادب سلام عرض کرے السلام علیک یا سیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار، اور قوت فرصت دے تو سورۂ یٰس اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے کہ الٰہی! اس قرآت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے، نہ بوسہ دے، اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۹: ، ص ۵۲۲)

مزارات پر عورتوں کی حاضری

سیدی اعلیٰ حضرت نے عورتوں کے لیے مزارات پر حاضری کی اجازت نہیں دی، بلکہ مطلقاً منع فرمایا اور جنہوں نے اجازت دی ان کا رد بلیغ فرمایا، آپ نے اس متعلق ایک رسالہ ہی تصنیف فرمایا، جس کا نام ''**جمل النور فی نهی النساء عن زیارة القبور**'' ہے، اسی میں ہے:

''مزارات اولیا یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہر گز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اس طوفان بے تمیزی رقص و مزامیر میں جو آج کل جہال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا۔'' (رسائل فتاویٰ رضویہ، ج ۹: ، ۲۴)

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے:

''عورتوں کو مزارات اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۹: ، ص ۵۳۶: ، ط: رضا اکیڈمی بمبئی)

اسی میں ہے:

''عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں۔'' (ایضاً، ص ۵۳۷)

اسی میں ہے:

''عورتوں کو زیارت قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے: لعن اللہ زائرات القبور، اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔'' (ایضا: ص ۵۳۷)

فرضی مزار بنانا

سوال ہوا کہ فرضی مزار بنانا، اس پر چادر وغیرہ چڑھانا اور اصل مزار جیسا ادب ولحاظ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز وبدعت ہے۔'' (ج ۹: ص ۴۲۵)

اسی میں ہے:

''جھوٹا مزار بنانا اور اس کی تعظیم جائز نہیں۔'' (ایضا ص ۴۲۷)

رسول اللہ اور اولیا اللہ سے مدد مانگنا

سرکار اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا کہ خدا کے پیغمبروں اور ولیوں سے مدد مانگنا، ان کو مصیبت کے وقت پکارنا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''جائز ہے جب کہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الٰہی والمدد برات امرا سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حب نہیں دے سکتا، ایک حرف نہیں سن سکتا، پلک نہیں ہلا سکتا اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے، اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی وحرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کر نا بلاشبہ جائز ہے۔'' (احکام شریعت، حصہ اول، ص ۲۵)

قوالی مزامیر کے ساتھ سننا

حضور سیدی اعلیٰ حضرت سے استفتا ہوا کہ اعراس اولیاء اللہ میں ڈھول باجے کے ساتھ قوالی سننا جائز ہے یا نہیں، حاضرین جلسہ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''ایسی قوالی حرام ہے، حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں کا ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر، بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کے گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو، نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ اور قوالوں کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا، اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے، اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا پر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا، وہ نہ کرتا تو نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا۔'' (احکام شریعت، ص ۶۳)

قبر پر لوبان یا اگربتی جلانا

سیدی اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں:

''عود دلوبان وغیرہ کوئی چیز نفس قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز چاہیے اگر چہ کسی برتن میں ہو۔''

اس متعلق دلائل پیش فرما کر مزید فرماتے ہیں:

''اور قریب قبر سلگانا کہ اگر وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوں نہ کوئی تالی یا ذاکر ہو بلکہ صرف قبر کے لیے جلا کر چلا آئے تو ظاہر منع ہے کہ اسراف واضاعت مال، میت صالح اس غرفے کے سبب جو اس کی قبر میں جنت سے کھولا جاتا ہے اور بہشتی نشیمن بہشتی پھولوں کی خوشبوئیں لاتی ہیں، دنیا کے اگر، لوبان سے غنی ہے اور معاذ اللہ جو دوسری حالت میں ہو اسے اس سے انتفاع نہیں۔ تو جب تک سند مقبول سے نفع معقول نہ ثابت ہو سبیل احتراز ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج ۹: ص ۴۵۲)

نیز ایک دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

''اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوء ادبی اور بدفالی ہے۔ عالمگیری میں ہے: ان سقف القبر حق المیت۔'' (ایضا،ص ۵۲۵)

ہماری ذمہ داریاں

بلاشبہ بزرگان دین کی تعلیمات وارشادات درحقیقت قرآن وسنت کا نچوڑ ہوتے ہیں اور جو بزرگ اپنے علاقے میں جس قدر شہرت کے حامل ہوتے ہیں ان کے نام کی عقیدت بھی وہاں کام کرتی ہے۔ کسی بھی علاقے میں وہاں کے بزرگان دین کی کرامات وحکایات بیان کرنے کا مقصد خطبا ومقررین کا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہونا چاہیے کہ ان کی عقیدت کے پردے میں بے راہ رولوگوں کو راہ راست پر لایا جائے یا ملت کے شیرازہ کو اس بزرگ کے نام کی رسی میں پیرو کر رکھا جائے اور جب یہ مقصد ہو تو بیان بھی پر اثر ہوگا اور جلسے بھی کامیاب ہوں گے۔

اور چونکہ امام اہل سنت مجدد اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آفاقی حیثیت کے حامل عبقری بزرگ گزرے ہیں بلکہ آپ کی شخصیت سنیت کی شناخت کا پیمانہ بن گئی ہے، بایں سبب دشمن آپ کے اثرات کو بے اثر کرنے کے لیے طرح طرح کے ہتھ کنڈے استعمال میں لاتے ہیں، سازشوں کی آندھیاں چلاتے ہیں، ناکردہ گناہوں کے الزامات کا طوفان برپا کرتے ہیں تاکہ جس طرح بھی ہو آپ کی شخصیت کو مجروح کیا جائے اور جب یہ مسلم ہے کہ آپ کے نام سے پوری سنیت کو بدنام کیا جاتا ہے، اس لیے بہت ضروری ہے کہ جماعتی وحدت کے طور پر آپ کی تعلیمات وارشادات کو بھی موثر انداز میں عوام تک پہنچائے جائیں۔ لہٰذا اس رخ اور زاویۂ نگاہ سے علما ومقررین کا عوام تک بات پہنچانے کے دو طریقے ہیں:

(۱) وعظ وتقریر۔ (۲) تصنیف وتحریر۔ اور ان دونوں طریقوں میں سردست تبلیغی ذرائع ابلاغ کی کمی نہیں ہے۔ وعظ و تقریر کے ذریعے حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات کو عام کیا جاسکتا ہے، ان کے لیے عوامی اسٹیج کا انعقاد کیا جائے یا سوشل میڈیا کا استعمال کیا جائے لیکن عوامی اسٹیج میں خطبا ومقررین کا جو حال ہے وہ اظہر من الشمس ہے چونکہ ان کی تقریریں بزرگوں کی کرامات وحکایات پر منحصر ہوتی ہیں۔

بزرگان دین کی تعلیمات میں کل جو تاثیر تھی وہی تاثیر آج بھی ان میں موجود ہے مگر پھر کیا وجہ ہے کہ ہماری تقریریں رائیگاں جارہی ہیں، کرسی توڑ خطابوں اور زلزلہ خیز بیانوں، طوفان خیز شعلہ نوائیوں، بادل کی گھن گھرج جیسی لب ولہجے میں علم کے سیل رواں تو بہاتے ہیں مگر الفاظ کی اس روانی اور موجوں کی طغیانی میں دل مطلاطم رہتا ہے، کان کے پردے سنسنانے کے علاوہ کچھ پلے نہیں پڑتی۔ پھر کیا خاک ہدایت واصلاح ہوگی؟۔

بات دراصل یہ ہے کہ ہماری زبان میں تاثیر نہیں رہی کیونکہ ہم اپنے اسلاف کے منہج خطابت سے کوسوں دور ہوگئے ہیں۔ وہ سنجیدگی اور متانت ہم میں نہیں ہے جو بزرگان دین کی تقریروں کا خاصہ ہوا کرتی تھی اور نیک نیتی بھی رخصت ہوگئی ہے، کیونکہ ہمارے دلوں میں تعصب اور نفسانیت نے گھر کرلیا ہے، خلاوص وللّٰہیت کا فقدان ہوتا جارہا ہے اور بنیادی بات یہ ہے کہ اصلاح وتبلیغ کی بجائے وعظ وخطابت کا مقصد دنیا کمانا رہ گیا ہے؛ البتہ سوشل میڈیا کے ذریعہ مختصر مختصر طور پر آڈیو کی صورت میں ایپیسوڈ بنا کر عام کیا جائے جیسا کہ اکثر چینلوں میں کیا جاتا ہے، تعلیمات اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ دیگر بزرگان دین کی بھی تعلیمات کو عوام تک پہنچایا جائے۔

اور رہ گئی تحریر تو تحریری اشاعت کی جو کمی ہمارے درمیان ہے وہ وقت کی ایک دردناک خلش ہے، جسے صدیوں سے محسوس کیا جاتا رہا ہے، کیونکہ ہماری قوم کو کتابوں کی ضرورت نہیں ہے، اس لیے سڑکوں کے کنارے گندی جگہوں میں اسٹال لگاتے ہیں اور جوتے چپلوں کو شوروموں میں سجا کر رکھتے ہیں، معلوم ہوا کہ قوم کو علم وفن کی نہیں جوتے چپلوں کی ضرورت ہے، نیز تحریر کے ذریعے ہر کسی تک تعلیمات رضا کا پہنچانا ممکن بھی نہیں کیونکہ عوام کی ایک تعداد انپڑھوں کی ہوتی ہیں مگر سوشل میڈیا سے جڑے ضرور ہوتے ہیں ان کی سماعت کے لیے اسلامی ودینی اور بزرگان دین کی خدمات تعلیمات رضا کی روشنی میں تیار کیا جائے

رضویات

جب کہ نیم خواندہ لوگوں کے درمیان ہندی انگریزی بنگلہ اردو میں لیٹریچر زشائع کیا جائے اور انہیں مفت میں تقسیم کیا جائے۔

بہرحال اس وقت جو بھی تبلیغ کے ذرائع ابلاغ ہمارے پاس ہیں اگر کوشش کیا جائے تو کچھ نہ کچھ خدمات ہوسکتی ہیں یا اپنے اپنے حصے کا کام کریں تو گلہ شکوہ بھی دور ہوسکتی ہے، اسی لیے علماے اہلسنت سے گزارش ہے ہم جہاں عوام کو یہ بتائیں کہ مزارات پر چادر چڑھانا جائز ہے، وہیں یہ بھی بتائیں کہ کتنی چادریں چڑھانا جائز ہے۔ جہاں یہ بتائیں کہ زیارت قبور و فاتحہ و ایصال وثواب جائز و درست ہے، وہیں پر تعلیمات رضا کی روشنی میں ان کے آداب وطریقے بھی بتائیں۔ آئیے ہم اور آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے مبلغ بنیں، پیغام رضا کو دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل و علا اور اس کے رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے لیے عام کریں، ان کی تعلیمات پر مکمل طور سے خود بھی عمل کریں اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں سے بھی عمل کرائیں، ان کی تعلیمات کو تحریری شکل میں بھی دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی کوشش کریں۔ صرف مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانے تک محدود نہ رہیں بلکہ کچھ کام بھی کریں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کو مال و دولت جمع کرنے کا ذریعہ نہ بنائیں۔ خود کچھ نہیں کرسکتے تو کم از کم رضویات پر کام کرنے والوں کا ساتھ دیں، ان کا تعاون کریں ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ہم سب مل کر یہ عہد کریں کہ آئندہ تعلیمات رضا کے مطابق رسومات قبیحہ و بے ہودہ سے خالی اور بطریقہ اسلامی اپنی زندگی گزاریں گے، تا کہ فرقہاے باطلہ خرافات و بدعات کو بریلویت کا نام نہ دے سکے۔ اگر ہم تعلیمات اعلیٰ حضرت پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہمارا دل نور الٰہی اور عشق نبوی سے روشن ہوجائے گا اور کوئی بھی باطل فرقہ ہماری طرف آنکھ تک اٹھا کر نہ دیکھ سکے گا۔ ان شاء اللہ!

اللہ رب العزت جل وعلا سے دعا ہے کہ رب قدیر ہمیں شریعت مطہرہ کا پابند اور پیغامات رضا پر کاربند فرمائے اور ہر باطل فرقے سے ہماری حفاظت فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

◆◆◆

ص ۳۰ / کا بقیہ..........

یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم۔" (فتاویٰ رضویہ ۲۲/ ۲۳۹–۲۴۰)

تعلیمات امام احمد رضا خان قادری کی روشنی میں روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ خواتین کا بے پردہ ہو کر پیروں، فقیروں، ملنگوں یہاں تک کہ رہبر شریعت وطریقت کے پاس جانا بھی جائز نہیں، بعض لوگ وظائف میں قرآنی آیات اور سورتوں کو معکوس (یعنی الٹا) پڑھتے ہیں، اس سلسلے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے اس امر کے حرام ہونے کے متعلق فرمایا:

"یہ حرام ہے اور اشد حرام، کبیرہ اور سخت کبیرہ قریب کفر ہے، یہ تو در کنار سورتوں کی صرف ترتیب بدل کر پڑھنا اس کی نسبت تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کیا ایسا کرنے والا ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو الٹ دے۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۵۴)

بعض مذہبی طبقوں کی جانب سے یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں جو بدعات وخرافات رائج ہیں وہ امام احمد رضا خان قادری کی تعلیمات ہیں، درحقیقت یہ سراسر بددیانتی اور جھوٹ ہے، تعصب کی عینک اتار کر حقیقت کی نظروں سے دیکھا جائے تو واضح ہوجائے گا کہ امام احمد رضا خان قادری اس طرح کی خرافات اور بدعات کا بھرپور ردبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی کوششیں اسلام میں نت نئی بدعات ایجاد کرنے کے بجائے ان کو ختم کرنے کے لئے ہوتی تھیں۔ لیکن آج آپ کے اور آپ کے عقیدت مندوں کے متعلق بدگمانی کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھی، ان بدگمانیوں کی وجہ سے آج امت مسلمہ فرقوں در فرقوں میں بٹتی جا رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ بے بنیاد الزام تراشی سے پہلے ان کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے اور بدگمانیوں کو دور کیا جائے، وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ امت مسلمہ میں افتراق وانتشار کے بجائے اتفاق واتحاد پیدا کیا جائے۔

◆◆◆

از: حافظ افتخار احمد قادری*

امام احمد رضا کے تجدیدی اور اصلاحی کارنامے

امام احمد رضا خان قادری فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ہمہ آیات آج دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، بلاشبہ آپ چودہویں صدی ہجری کے یگانہ روزگار اور علم وفضل کے پیکر ہیں، جس نے ملت اسلامیہ کے دور انحطاط وانتشار میں تقریباً علوم وفنون پر مشتمل ہزار سے زائد رشد وہدایت کے لعل وگہر اور سیف وسنان کے ساتھ رزم گاہ حق وباطل میں مشرکین وکفار، مرتدین اشرار، گمراہان فجار سے برسر پیکار رہے اور اپنے جہاد بالقلم کے ذریعہ باطل قوتوں کی دھجیاں بکھیر کر ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کا فریضہ انجام دیا، آپ کے تجدیدی اور اصلاحی عمل کا مرکزی نقطہ نظر اور بنیادی نصب العین عظمت وحدت الوجود اور تحفظ ناموسِ رسالت تھا۔

بلاشبہ آپ ایک جید عالم، متبحر حکیم، عبقری فقیہ، صاحبِ نظر مفکر، بلند پایہ مترجم، عظیم الشان محدث، سحر البیان خطیب، ماہر فن ادیب اور روشن ضمیر خطیب تھے۔ ان تمام تر درجاتِ رفیعہ سے بالاتر ایک اور منصب عظیمہ پر فائز تھے وہ منصب تھا عاشق صادق رسول صادق کا، قسام ازل سے آپ کو سرچشمہ فیوض وبرکات اور عشقِ رسول سے اس قدر سرشار کر دیا تھا کہ آپ کے رگ وپے سے عشق ومحبت کی خوشبو آتی تھی، عشقِ رسول کی سرمست مئے الفت کا خمار آپ کی نعتوں کے ہر ہر شعر میں جلوہ گر اور موجزن ہے، آپ نے اپنے زمانے میں دینی علوم کی ترویج کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں رائج امور بدعات وخرافات کا بھی بھرپور استحصال اور رد کیا اور انہیں بدعات وخرافات سے دور رہنے کا حکم دیا۔

آج مغربی تہذیب وتمدن کی ظاہری چمک دمک کے طوفان میں مسلمان عورتیں بھی بہہ نکلی ہیں۔ بے پردہ وبے حجابانہ شارع عام پر گھومنا، نامحرموں کے ساتھ اخلاط وتخلیط میں رہنا، نامحرم پیروں کے سامنے محرموں کی طرح سامنے آنا جانا، خدمات کرنا، ان تمام تر بدعات کی امام احمد رضا خان قادری نے سختی سے مخالفت کی اور عورتوں کے گھر سے نکلنے کے متعلق رسالہ تصنیف فرمایا۔ میت کے گھر مردوں عورتوں کو جمع ہو کر کھانا پینا اور میت کے گھر والوں کو زیر بار کرنے کے عدم جواز پر فتویٰ دیتے ہوئے ''جلی الصوت لنھی الدعوت امام الموت'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ دور جدید میں تعلیم یافتہ اور ترقی یافتہ کہلانے والے مسلم گھرانوں میں جاندار کی تصویریں اور مجسّمے لگانا تقریباً ضروریات سے تصور کیا جاتا ہے، امام احمد رضا خان قادری نے اس کی شرعی گرفت فرمائی کہ جاندار کی تصویر حرام ہے۔

چنانچہ تصویر کے عدمِ جواز پر آپ نے ''عطایا القدیر فی حکم التصویر'' نامی رسالہ تحریر فرمایا، امام احمد رضا خان قادری نے معاشرے کی خلاف شرع عادات واطوار اور رسم ورواج پر گہری تنقید کی۔ آپ مزارات اولیاء پر حصولِ خیر وبرکت کے لئے جانا جائز قرار دیتے ہیں جبکہ عورتوں کے مزارات پر جانے کے تعلق سے فرماتے ہیں کہ یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا کیسا ہے؟ بلکہ یہ پوچھو کہ جب وہ گھر سے نکلتی ہے اور جب تک واپس نہیں آتی اس وقت تک فرشتے اس پر کتنی لعنتیں کرتے ہیں، مسلمانوں میں فاتحہ، سوئم، چہلم، برسی وغیرہ کا عام رواج ہے، امام احمد رضا خان قادری نے اس کو جائز ومستحسن قرار دیا، ساتھ ہی تعین یوم کو بھی سہولت وآسانی کی غرض سے جائز فرمایا لیکن غیر ضروری لوازمات اور متعین دنوں میں ہی زیادہ ثواب ملنے کے عقیدے کو ناجائز فرمایا اور ''الجو الفائحہ لطیب التعین والفاتحہ'' کے نام سے ایک جامع رسالہ تصنیف فرمایا۔

امام احمد رضا خان قادری مسلمانوں کی فاتحہ، سوئم، چہلم، برسی کو جائز قرار دیتے ہیں لیکن اس میں غیر ضروری لوازمات کو بے

اصل قرار دیتے ہیں۔میت کے ایصالِ ثواب کے لئے غربا کو فوقیت دیتے ہیں اور اس کے سخت خلاف ہیں کہ برادری کے لوگوں کو بلا کر اُنہیں کھانا کھلانے کا اہتمام کیا جائے۔وہ قبروں پر لوبان، اگربتی وغیرہ جلانے کو مال کا اسراف قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک قبروں پر پھول ڈالنا اور ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے مگر ایک سے زائد کپڑے کی چادریں قبر پر ڈالنے سے منع کرتے ہیں اور چادر کے بدلے صاحب مزار کے نام کی خیرات کرنا اور فقرا کو کھانا کھلانا افضل قرار دیتے ہیں۔

شادیوں، شب برات اور دوسری خوشی کے موقع پر آتش بازی کا رواج مسلمانوں میں بھی عام ہو گیا ہے لیکن امام احمد رضا خان قادری نے اس کو قطعاً حرام قرار دیا اور ایسی شادیوں میں شرکت کی ممانعت فرمائی جہاں محرمات شرعیہ کا خطرہ ہو۔امام احمد رضا خان قادری نے ایسے مواقع پر لوگوں کی ہدایت کے لئے ایک خاص رسالہ جس کا تاریخی نام ’’ھادی الناس فی رسوم الاعراس‘‘ تحریر فرمایا، امام احمد رضا خان قادری نے ہر مرحلہ میں ملت اسلامیہ کی کامل رہنمائی فرمائی۔آپ نے کما حقہ تجدید و اصلاح کا حق ادا کیا اور مستقبل میں آپ کی بے مثل و بے نظیر تصنیفات ملت اسلامیہ کی رہنمائی کرتی رہیں گی۔

امام احمد رضا کے کارناموں میں آپ کے فروغ اہل سنت کے لئے دس نکاتی فارمولہ بھی شامل ہیں، آپ فرماتے ہیں: عظیم الشان مدارس کھولے جائیں اور باقاعدہ تعلیمیں ہوں تا کہ قوم مسلم کا زیادہ سے زیادہ رجحان مدارس کی طرف ہو اور وہ اپنے عقائد کی حفاظت کر سکیں۔لیکن اگر جائزہ لیں تو ہمارے مسلمان بھائی اپنے بچوں کو مدارس کے بجائے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھیجنا زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کی نظر میں وہاں تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ عمدہ نظم وضبط اور ان کے مستقبل پر بھی غور کیا جاتا ہے۔رہ گئے ہمارے مدارس تو گنتی کے ہی ہوں گے جہاں بہترین نظم وضبط کے ساتھ ساتھ تعلیم کے اعلیٰ زیور تعلیم سے طلبہ کو آراستہ کیا جاتا ہوگا اور ان کے مستقبل کا کوئی انتظام کیا جاتا ہوگا۔ہم غور کریں کہ کیا ہم نے عظیم الشان مدارس کھولے یا کھلوائے؟ کیا ہم نے عظیم الشان مدارس میں کسی قسم کا تعاون کیا؟ کیا ہم نے اپنے مدارس میں باقاعدہ تعلیم کا انتظام کیا؟ کیا ہمارے مدارس کی تعلیم و تربیت کا نظم وضبط درست ہے؟ دوسری جگہ آپ فرماتے ہیں: مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت بلا قیمت روزانہ یا کم از کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔اب ہم ذرا خود سے پوچھ لیں کہ کیا ہمارے مذہبی اخبار شائع ہو رہے ہیں؟ کیا ہم نے مذہبی مضامین شائع کرنے اور اُنہیں قیمتاً یا بلا قیمت تقسیم کرنے میں کوئی کوشش کی؟ یا ایسا کرنے کی صلاحیت رکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی، اُنہیں مالی مدد فراہم کی؟

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر زمانے میں لادینی قوتوں نے اسلام اور اسلامی شخصیات کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔یہی کچھ امام احمد رضا خان قادری کے ساتھ بھی ہوا کہ کچھ لوگوں نے جان بوجھ کر یا نادانی میں امور بدعات و خرافات کو امام احمد رضا خان قادری کی جانب منسوب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اگر آپ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے کسی نئے دین کی بنیاد نہیں رکھی بلکہ پوری زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کوششیں کی۔آج مزاراتِ اولیا پر خرافات کی محفلیں سجائی جاتی ہیں، بعض لوگ ان خرافات کو امام احمد رضا خان قادری کے کھاتے میں ڈالتے ہیں جو کہ بہت سخت قسم کی خیانت ہے، اسی طرح آج کل کچھ لوگ عقیدت میں آ کر مزارات کو سجدہ کرتے ہیں اور اسلام کے اصول سے بے خبر ہیں کہ ہماری شریعت نے غیر اللہ کے لئے سجدہ عبادت کو کفر و شرک اور سجدہ تعظیمی کو حرام قرار دیا ہے۔

اس سلسلہ میں امام احمد رضا خان قادری نے ’’الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ‘‘ کے نام سے ایک مبسوط رسالہ لکھا جس میں متعدد قرآنی آیات، چالیس احادیث مقدسہ اور تقریباً ڈیڑھ سو نصوص فقہیہ سے یہ ثابت کیا کہ عبادت کی نیت سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا شرک و کفر ہے اور تعظیم کی نیت سے حرام، اس کی دلیل میں آپ

یہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کسی مخلوق کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے۔'' (مدارک التنزیل)

سجدۂ تعظیمی کی حرمت پر امام احمد رضا فرماتے ہیں:

''غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک ہے، سجدہ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام اور گناہ کبیرہ ہے، متواتر حدیثیں اور متواتر نصوص فقہیہ سے اس کی حرمت ثابت ہے، ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تحریم پر چالیس حدیثیں روایت کیں اور نصوص فقہیہ کی گنتی نہیں، فتاویٰ عزیزیہ میں ہے کہ اس کی حرمت پر اجماع امت ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۲۲/۵۶۵)

کچھ لوگ کم علمی اور نادانی کی وجہ سے بڑے بڑے علما کے آگے زمین کو بوسہ دیتے ہیں اس سلسلے میں امام احمد رضا خان قادری نے فرمایا:

''یہ فعل حرام ہے لہٰذا! یہ فعل کرنے والا اور اس سے خوش ہونے والا (دونوں) گنہگار ہیں، اس لئے کہ یہ کام بت کی عبادت سے مشابہت رکھتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنے والا کافر ہو جائے گا یا نہیں؟ اگر اس نے یہ کام بطورِ عبادت کیا اور اس کی تعظیم کی تو بلا شبہ کافر ہو گیا اور اگر تعظیم و بزرگی کی خاطر ایسا کیا تو کافر نہ ہوا لیکن پھر بھی گنہگار ہوا۔ گناہ کبیرہ بجالانے والا ہوا۔'' (فتاویٰ رضویہ ۲۲/۴۱۲)

آج کل اولیاء اللہ اور بزرگوں کے مزارات پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ عقیدت میں مزار کو بوسہ دیتے ہیں اور بعض لوگ جہالت کی انتہا کر دیتے ہیں کہ مزار کا طواف شروع کر دیتے ہیں وہ اپنی اندھی عقیدت میں سب کچھ کر گزرتے ہیں جس کی شریعت نے قطعی اجازت نہیں دی۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''مزار کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہیے، علما اس میں مختلف ہیں اور بہتر بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۹/۵۲۸)

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

''بلا شبہ غیر کعبہ معظّمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علما کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے، خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علما نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۲۲/۳۸۲)

اسی طرح روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا خان قادری فرماتے ہیں:

''روضہ انور کا طواف نہ کرو، نہ سجدہ کرو، نہ اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۱۰/۷۶۹)

امام احمد رضا خان قادری سے مزارات پر چادر چڑھانے کے متعلق دریافت کیا گیا تو جواب دیا جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں اللہ تعالیٰ کے ولی کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لئے محتاج کو دیں۔

(احکام شریعت: حصہ اوّل، ص ۷۲)

اسی طرح بعض لوگ مزارات پر جا کر بزرگوں کی قبروں کے سامنے نماز شروع کر دیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ قبروں کے سامنے نماز پڑھنا جائز ہے، ان کے اس قبیح فعل کو بعض حضرات امام احمد رضا خان قادری کی طرف منسوب کر دیتے ہیں کہ یہ آپ کی تعلیمات کا حصہ ہیں اور آپ نے اپنی تحریروں میں اس کی اجازت دی ہے۔ لیکن اگر امام احمد رضا خان قادری کی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات چڑھتے سورج سے بھی زیادہ روشن ہوتی ہے کہ آپ نے اپنے فتاویٰ یا ملفوظات میں کہیں بھی اس امر کے جواز کا قول تحریر نہیں کیا، اس امر کے حرام ہونے کے سلسلے میں آپ احادیث سے استفادہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛ رسول اللہ صلی

رضویات

رضویات

للہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔'' (مسلم وترمذی بحوالہ فتاویٰ رضویہ، ۲۲/ ۴۵۱-۴۵۲)

بزرگوں سے اظہارِ عقیدت کا ایک طریقہ بعض لوگوں نے یہ بھی ایجاد کیا کہ ان کے فرضی مزارات بنانا شروع کر کے ان کی تعظیم شروع کر دی۔ امام احمد رضا خان قادری نے اپنے زمانے میں اس پر خوب تنقید وتنکیر فرمائی، آپ سے سوال ہوا کہ کسی ولی اللہ کا مزار شریف فرضی بنانا اور اس پر چادر وغیرہ چڑھانا اور اس پر فاتحہ پڑھنا اور اصل مزار کا سا ادب ولحاظ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی مرشد اپنے مریدوں کو فرضی مزار بنانے کی خواب میں اجازت دے تو وہ قول مقبول ہوگا یا نہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:

''فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی بات خلافِ شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔'' (فتاویٰ رضویہ ۹/ ۴۲۵)

اسی طرح قبروں پر چراغ اور اگربتی جلانا ایک معمول بن گیا اور لوگوں میں یہ رواج بہت عام ہو گیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اس امر کو مردے کے لئے باعثِ تسکین سمجھا۔ امام احمد رضا خان قادری فرماتے ہیں:

''قبروں کی طرف شمع لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ عود، لوبان وغیرہ کوئی چیز نفسِ قبر پر رکھ کر جلانے سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ یہ مال کا ضیاع ہے۔''

امام احمد رضا خان قادری اس امر کی دلیل میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر جانے والی عورتوں اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی۔'' (ترمذی)

اس حدیث کی تشریح میں آپ فرماتے ہیں:

''یہ لعنت ان لوگوں پر ہے جو بغیر کسی فائدہ کے قبروں پر چراغ جلاتے ہیں ورنہ اگر کوئی قبر کے پاس چراغ اس لئے روشن کرے کہ وہاں آنے جانے والوں کے لئے روشنی ہو یا کوئی وہاں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں منع نہیں ہے۔ لیکن احتیاط اس میں بھی یہ ہے کہ چراغ یا شمع کو قبر کے اوپر نہ رکھا جائے بلکہ قبر سے تھوڑا دور رکھا جائے۔'' (فتاویٰ رضویہ ۹/ ۴۹۱)

اسی طرح دورِ حاضر میں کم علمی اور جہالت کی بنا پر خواتین اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کے مزارات پر جاتی ہیں، بعض حضرات نے اس کو بھی امام احمد رضا خان قادری سے منسوب کر دیا کہ انہوں نے عورتوں کو مزارات پر جانے کی اجازت دی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب آپ سے خواتین کے مزارات پر جانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اس سے منع فرمایا اور سخت تنکیر فرمائی۔ اس سلسلے میں آپ اپنے ملفوظات میں صاحب غنیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

''یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحبِ قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک وہ واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے ہیں۔''

(غنیۃ المتملی بحوالہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت: ص ۳۱۵)

اسی طرح اندھی عقیدت کی بنا پر اکثر بے پردہ خواتین کا پیروں، فقیروں اور بزرگوں کے پاس رش لگا رہتا ہے، وہ اپنے معمولی معمولی سے مسائل ان سے حل کروانے کے لئے چلی جاتی ہیں، امام احمد رضا خان قادری نے اس پر سخت تنقید کرتے ہوئے فرمایا اگر کوئی عالمِ شریعت اور واقفِ طریقت بھی ہو پھر بھی اس کے پاس خواتین کا بے پردہ ہو کر جانا جائز نہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے مزید وضاحت فرمائی کہ پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۲۲/ ۲۰۵)

آگے فرماتے ہیں:

''جن اعضا کا چھپانا فرض ہے ان میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ بقیہ ص ۲۶/ پر

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی *

امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (14 جون 1856ء 28 اکتوبر 1921ء) بیسویں صدی عیسوی کے مجدد، نامور حنفی فقیہ، محدث، اصولی، نعت گو شاعر، علوم نقلیہ وعقلیہ کے ماہر، سلسلہ قادریہ کے شیخ، عربی، فارسی اور اردو کی قریب ایک ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف ہیں مشہور زمانہ ترجمہ قرآن کنزالایمان، فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ رضویہ اور نعتیہ دیوان حدائق بخشش بین الاقوامی سطح پر مشہور ہیں، آپ کی پیدائش بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں ہوئی، ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی بقیۃ السلف خاتم الاکابرین علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ سے حاصل کی، بقیہ علوم دینیہ کی تعلیم بھی شہر بریلی شریف میں ہی مکمل کی، تیرہ سال کی عمر میں جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت پائی، آپ کی شخصیت گونا گوں حیثیت کی حامل تھی، علوم دینیہ کی ترویج واشاعت میں آپ نے جو کردار ادا کیا اس کی چمک تا قیامت اہل اسلام کو منور کرتی رہے گی، آپ سے اکابر علمائے اہل سنت نے علم حدیث کی سندیں حاصل کیں آپ کے مبارک دست حق پرست پر بیعتیں کیں، اپنا استاد اور محسن سمجھا، کمال عزت واحترام کیا، آپ کو مجدد اعظم، امام اہل سنت جیسے خطابوں سے مخاطب کیا آپ کی علمی حیثیت چہار دانگ عالم میں مشہور ہوئی۔

یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا کے قیام مکہ معظّمہ کے موقع پر مکہ معظّمہ کے جلیل القدر بزرگ عالم دین امام الوقت عارف باللہ حضرت سیدنا حسین بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جب پہلی بار آپ پر پڑی تو بے اختیار پکار اٹھے: انی لا جد نور اللہ في هذا الجبين۔ یعنی میں اس شخص کی پیشانی سے اللہ کا نور جھلکتا ہوا پا رہا ہوں۔ حافظ کتب الحرام سید اسمٰعیل خلیل مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کے مکہ معظّمہ کے جلیل القدر عالم اور اپنے وقت کے عظیم فقیہ تھے، ان کی خواہش پر سرکار اعلیٰ حضرت نے ہندوستان سے اپنے چند عربی فتاوے اُنھیں روانہ فرمائے، انھیں پڑھ کر وہ حیران رہ گئے اور ایک تحریر روانہ فرمائی جس میں انھوں نے لکھا:

"والله اقول و الحق اقول لو راها امام اعظم ابو حنيفة النعمان رضى الله تعالى عنه لا قرت عينيه و لجعل مؤلفها من جملة الاصحاب۔ اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں ان فتوؤں کو اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھ لیتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور وہ ان کے لکھنے والے (امام احمد رضا) کو اپنے شاگردوں میں شامل فرما لیتے۔"

علامہ شیخ احمد ابوالخیر میرداد مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"الحمد لله على وجود مثل هذا الشيخ امام احمد رضا البريلوى فانى لم مثله في العلم والفصاحة۔ امام احمد رضا بریلوی جیسے شیخ کے وجود پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں، بے شک میں نے علم اور فصاحت میں اُن جیسا نہیں دیکھا۔"

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علمائے حرمین طیبین نے جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے اگر اُسے ہی لکھا جائے تو ایک دفتر ہو جائے جس کی اس مختصر تحریر میں گنجائش نہیں، حرمین طیبین کے جلیل القدر علمائے دین نے اعلیٰ حضرت کے متعلق جن نیک خیالات کا اظہار کیا ہے ان کی تفصیل جاننے کے لیے حسام الحرمین، الدولۃ المکیہ، الاجازۃ المتینۃ لعلماء مکۃ والمدینۃ وغیرہ کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب نزہۃ الخواطر میں مولوی عبدالحئی ندوی کا یہ بیان نقل کیا ہے:

"فقہ حنفی اوراس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ رضویہ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم" جوانہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظّمہ میں لکھی تھی۔"

عبدالحئی ندوی کا یہ بیان ہر گز مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے، جزئیات پر غیر معمولی عبور کے متعلق جو دعویٰ مولوی عبدالحئی ندوی نے کیا ہے، اس کی تصدیق فتاویٰ رضویہ سے ہوتی ہے، مثلاً فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد میں ہے، وہ پانی جس سے وضو جائز ہے، امام احمد رضا نے اس پانی کی 14/قسمیں بیان فرمائیں ہیں اور پانی کے استعمال سے عجز کی ۱۷۵/صورتیں بیان کیں ہیں اور اس طرح آپ نے پانی کی کل ۳۲۵/قسمیں بیان کی ہیں۔ اسی طرح مسئلہ تیمم میں وہ اشیا جن سے تیمم جائز ہے، ان کی ۱۸۱/قسمیں بیان کیں اور وہ اشیا جن سے تیمم جائز نہیں، ان کی ۱۳۰/قسمیں بیان کیں ہیں، یہ تعداد بھی تین سو گیارہ تک پہنچتی ہے جن میں اکثر کا استنباط آپ کی ہی تحقیق ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ کی نظیر نہیں، لیڈن یونیورسٹی ہالینڈ کے علوم اسلامیہ کے پروفیسر ڈاکٹر ہے۔ ایم. ایس. اے. بکیان نے جب فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو وہ حیران رہ گئے، بین الاقوامی سطح پر پڑھے جانے والے اپنے مقالات میں وہ فتاویٰ رضویہ سے حوالے پیش کرتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں احادیث سے اتنے شواہد پیش کیے گئے ہیں کہ جب مام احمد رضا کے شاگرد وخلیفہ علامہ محمد ظفر الدین رضوی علیہ الرحمہ نے صحیح البہاری کے نام سے یہ احادیث جمع کیں تو چھ جلدوں میں آئیں، پہلی اور دوسری جلدیں حیدر آباد سندھ سے چھپ چکی ہیں جس کی ہر جلد ۹۰۰/ صفحات پر مشتمل ہے۔ فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے امام احمد رضا کی فقاہت پر کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر علامہ حسن رضا خاں اعظمی نے پٹنہ یونیورسٹی سے امام احمد رضا کی فقاہت پر ڈاکٹریٹ (پی. ایچ. ڈی کیا ہے۔ علامہ مفتی محمد مکرم احمد نے فتاویٰ رشیدیہ اور فتاویٰ رضویہ کا عادلانہ اور فاضلانہ جائزہ پیش کیا ہے، اُن کا مقالہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے شائع کیا ہے، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلودار شخصیت کے مالک تھے، اُن کی شخصیت کے سیکڑوں پہلو ہیں جسے اس مختصر مقالے میں بیان کر پانا ممکن نہیں، آپ کا ترجمہ قرآن انفرادی حیثیت رکھتا ہے، آپ نے قرآن مقدس کا جو ترجمہ پیش کیا ہے وہ ہر طرح سے دیگر اردو تراجم سے بہتر ہے، اس کی چند ایک مثالیں ہم پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''والأرض بعد ذلك دحها ۔ (النزاعت) اوراس کے بعد زمین پھیلائی۔'' (کنزالایمان)

دیگر تمام اردو مترجمین نے "دحٰها" کے معنی کھلنے کے بجائے "جما" دینے کے لکھے ہیں، جبکہ پھیلنا اور جمانا دو مختلف مفہوم رکھتے ہیں جمانے سے جو مفہوم ذہن میں آتا ہے وہ یہ کہ کوئی چیز تہ بہ تہ ایک کے اوپر ایک جم رہی ہو اور پھیلنا کا مفہوم یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا حجم بڑھ رہا ہے۔ علوم ارضیات زمین کے متعلق یہ معلومات فراہم کرتی ہے کہ زمین جب سے وجود میں آئی ہے برابر پھیل رہی ہے، یہ عمل اس طرح جاری ہے کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے سمندروں یعنی بحر ہند بحر اوقیانوس وغیرہ میں ۵ تا ۶/ میل گہری سمندری خندقیں (Oceanic Trenches) پائی جاتی ہیں یہ خندقیں ہزاروں میل لمبی ہیں، ان خندقوں سے ہر وقت گرم گرم پگھلا ہوا لاوا (Lava) نکل رہا ہے اور اوپر آنے کے بعد یہ دونوں جانب ٹھنڈا ہو کر سخت ہو جاتا ہے جب نیا لاوا نکلتا ہے تو پہلے سے جمع شدہ تہ دائیں بائیں جانب سرکتی ہے، اس کے سرکنے سے اگلی تہہ سرکتی ہے اور یوں پورا خشک براعظم بھی سرکتا ہے اور سمندر پیچھے چلا جاتا ہے زمین بلند ہو جاتی ہے، یہ عمل اگرچہ بہت آہستہ ہوتا ہے لیکن برابر جاری رہتا ہے۔

زمین برابر اس پھیلاؤ کی وجہ سے اٹھ بھی رہی ہے اور اس پھیلاؤ کی رفتار مختلف براعظموں میں مختلف ہے کوئی براعظم 3/ سینٹی میٹر ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے کوئی 4cm، براعظم ایشیا کا بر صغیر پاک و ہند کا حصہ 3.5cm ہر سال اوپر اٹھ جاتا ہے جبکہ

بحیرہ عرب برابر پیچھے ہٹ رہا ہے، اس قدرتی عمل سے زمین برابر پھیل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے اس پھیلاؤ کا ذکر سورہ النزعت کی ۳۰ رویں آیت میں کیا اور امام احمد رضا نے قدرت کے اس عمل کو سمندر کی ۶ رمیل نیچے تہہ میں دیکھ لیا اور اسی عمل کو علم ارضیات کی اصطلاح میں بیان کیا ہے کہ اس کے بعد زمین پھیلائی" زمین کے پھیلنے کے اس عمل کو صرف امام احمد رضا جیسا سائنس داں ہی دیکھ سکا، ایک ترجمہ اور دیکھیں آپ نے "لا تنفذون الابسلطن" (سورۂ رحمن) کا ترجمہ فرمایا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اس کی ہی سلطنت ہے — اور یہ سائنٹفک ترجمہ ہے کیونکہ اس میں کوششوں کے بعد زمین کے کناروں سے نکلنے کا اشارہ موجود ہے کہ انسان ترقی کر کے اس دور میں داخل ہوگا کہ جب وہ زمین کے کناروں سے نکل سکے گا اور آج ہزاروں لاکھوں آدمی فضائی سفر کرتے ہیں زمین سے تیس ہزار سے ۴۰ رہزار فٹ بلندی پر پہنچ جاتے ہیں۔

انسان نے جہاز کے بعد راکٹ بنایا، جس سے لاکھوں میل دور کی سیر کر سکتے ہیں اسی میں ایک راکٹ اپالو نام کا چاند پر بھی گیا اور اب انسان کا سفر چاند سے بھی دور مریخ کا ہے جو زمین سے کروڑوں میل دور ہے، زمین کے کناروں سے نکلنا ناممکن ہوتا تو کسی طرح کوئی بھی انسان ہزار کوششوں کے باوجود نہیں نکل پاتا اور اگر یہ قرآنی قانون حتمی ہوتا کہ تم زمین کے کناروں سے نہ نکل سکو گے تو قانون خداوندی کے خلاف انسان یہ کام انجام نہیں دے سکتا تھا مگر قرآن اشارۃ" فرما رہا ہے کیونکہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ اس میں ہر شے کی تفصیل موجود ہے۔

چنانچہ امام احمد رضا نے اس نکتے کو جب قرآن میں تلاش کیا تو قرآن نے جواب دیا کہ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے جب کہ دیگر مترجمین کے ترجموں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کا زمین کے کناروں سے نکلنا محال ہے مثلاً: ۱- لا تنفذون الابسلطن " نہ بیٹھ جاؤ گے تم مگر غلبہ کے۔ (شاہ رفیع الدین) مگر کچھ ایسا ہی زور ہو تو نکلو۔ (ڈپٹی نذیر احمد دہلوی) تم دلیل کے بغیر ہرگز نہیں نکل سکتے۔ (مرزا بشیر الدین) تم بغیر قوت اور غلبہ کے نکل ہی نہیں سکتے۔ (مولوی فرمان علی) نہیں بھاگ سکتے اس کے لئے بڑا زور چاہئے۔ (مولوی مودودی)

اسی طرح دوسرے سوال کا جواب کہ آیا کہ انسان زمین کے علاوہ کسی اور سیارے پر قدم رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس جواب کی گنجائش بھی صرف امام احمد رضا کو نظر آئی اگرچہ ان کے زمانے میں انسان نے چاند پر قدم نہیں رکھا تھا مگر انہوں نے انسان کی ترقی کو دیکھ لیا تھا اور قرآن کو بھی انہوں نے بغور سمجھا، لہٰذا جو ترجمہ آپ نے کیا وہ کوئی اور نہ کر سکا۔ کیمیا، فلکیات، نجوم طب نباتیات حیوانیات، نفسیات اخلاقیات حیاتیات پر علم کا ایک بہت بڑا خزانہ یادگار چھوڑا ہے۔ مسلمان سائنس دانوں کے حالات و افکار کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عموماً" تمام ہی سائنس داں دینی علوم کے فارغ التحصیل ہیں یہی وجہ ہے کہ جب بھی وہ کسی مسئلے پر غور و فکر کرتے ہیں سب سے پہلے وہ قرآن سے راہ حاصل کرتے اور منقولات و معقولات دونوں کو قرآن سے استنباط کرتے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمہ (م المتوفی ۵۰۵ھ) جن کو مغربی دنیا ایک عظیم فلسفی تسلیم کرتی ہے اور جن کے متعدد کتب و رسائل مغربی زبانوں میں منتقل ہو چکے ہیں، ان سے ایک دفعہ ایک غیر مسلم سائنسداں نے سوال کیا: اجرام فلکی یعنی چاند سورج اور دیگر سیارگان فضا میں جو حرکت کرتے ہیں وہ دو طرح کی ہے ایک سیدھی دوسری معکوس! قرآن مجید میں ایک سمت میں حرکت کا ذکر تو موجود ہے لیکن دوسری سمت کا ذکر موجود نہیں اور آپ کا قرآن دعویٰ کرتا ہے کہ ہر شئے کا علم اس قرآن میں موجود ہے، آپ بتائیے کہ دوسری سمت کی حرکت کا ذکر کہاں ہے؟ امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس غیر مسلم سے پوچھا کہ تو نے پہلی حرکت کا ذکر قرآن مجید کی کس آیت سے لیا ہے، جواب میں اس نے سورۂ یس کی آیت نمبر 40 رتلاوت کی: كل فی فلك يسبحون — امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اسی آیت میں دوسری حرکت معکوس کا ذکر بھی ہے، وہ اس طرح کہ كل فی فلك کے الفاظ الٹی جانب سے پڑھے جائیں یعنی فلک کے "ک"، شروع کر کے کل کے "ک" تک پڑھا جائے تو پھر بھی كل فی فلك ہی بنے گا۔ گویا آیت کو دائیں جانب کی سمت

رضویات

سے پڑھیں تو سیارگان کی سیدھی حرکت کا ذکر ہے اور معکوس سمت سے پڑھیں تو حرکت معکوس کا ذکر ہے۔

امریکی ہیئت داں کی پیشین گوئی کا رد

سرکار اعلی حضرت ارضاہ عنا کے زمانے میں سان فرانسسکو (امریکہ) کے ایک ہیئت داں (Astronomist) پروفیسر البرٹ ایف پوٹا نے ایک دفعہ یہ پیشین گوئی کی کہ ۱۷/ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بیک وقت کئی ستاروں کے اجتماع اور ان کی مجموعی کشش کے نتیجے میں بڑے بڑے گھاؤ پڑیں گے جس سے امریکہ میں خصوصاً" اور دنیا میں عموماً" زبردست تباہی مچے گی، یہ پیشن گوئی بھارتی اخبار ایکسپریس بانکی پور پٹنہ کے ۲۸/ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شمارے میں شائع ہوئی، امام احمد رضا کے سامنے جب علامہ ظفر الدین بہاری (متوفی ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) نے اس پیشن گوئی پر استفسار کیا تو آپ نے اس کو لغو قرار دیا اور فرمایا ایسا کچھ نہیں ہونے والا، وہ ہیئت داں غلط اندازے پر چل رہا ہے۔

پھر دنیا نے دیکھا کہ اس کی پیشین گوئی غلط ثابت ہوئی اور آپ کا فرمان درست ثابت ہوا، یہی نہیں بل کہ آپ نے اس امریکی ہیئت داں کے رد میں ایک سائنٹفک رسالہ اردو زبان میں بعنوان" معین مبین بہر دور شمس وسکون زمین" (۱۳۳۸ھ) مکمل کیا— اس کا انگریزی ترجمہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا۔ اس رسالے کے علاوہ آپ نے آئن اسٹائن اور آئزک نیوٹن کے خیالات کا بھی تعاقب کرتے ہوئے ۳/مزید سائنسی رسالے تحریر فرمائے۔(۱) الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمہ لوہاء فلسفۃ المشمئشۃ ۱۳۳۸ھ۔ (۲) فوزمین در رد حرکت زمین ۱۳۳۸— ۱۹۸۹ء میں بریلی سے شائع ہوا۔ (۳) نزول آیات قرآن سکون زمین وآسمان (۱۳۳۸ھ) امام احمد رضا نے یہ رسائل لکھ کر علم ہیئت کے میدان میں تہلکہ مچا دیا کیوں کہ آپ نے نیوٹن آئین اسٹائن اور البرٹ ایف پورٹا کے پیش کئے ہوئے بنیادی قانون کا رد فرمایا اور قرآن سے ثابت کیا کہ زمین ساکن ہے، سورج اور دوسرے سیارے زمین کے گرد گردش میں مصروف ہیں، آپ نے رد میں ۱۰۵/ دلیلیں قائم کیں جن میں سے ۱۰/ دلیلیں سابقہ کتابوں کی ہیں اور ۹۵/ دلائل خود آپ نے تنہا قائم کئے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو سائنسی علوم پر بھی اتنی ہی دسترس حاصل تھی جتنی دینی علوم پر آپ کے سامنے دینی، سائنسی منقولات یا معقولات کا کوئی بھی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ ہوتا تو آپ فی الفور اور فی البدیہہ اس کا جواب تحریر فرما دیتے تھے، آپ کے عظیم کارناموں میں دو اہم کارنامے ہیں پہلا آپ کا ترجمہ قرآن" کنز الایمان" یہ ترجمہ قرآن مکمل سائنٹفک ترجمان ہے۔ دوسرا اہم ترین شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جو فی الحال ۳۰— ۳۲ مجلدات پر مشتمل ہے۔ یہ ایک عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا اور ضخیم علمی تحقیقی خزانہ ہے، اگرچہ یہ فقہی مسائل پر مشتمل ہے لیکن یہ منقولات کے ساتھ ساتھ معقولات کے تمام علوم وفنون کا احاطہ کرتا ہے۔

مثلاً" ریاضی وجغرافیہ جیسے علوم سے مسائل شرعیہ کا استخراج (۳) مسافت قصر کا تعین علم توقیت/ جغرافیہ/ ارضیات کی روشنی میں (۱۳) اوقات صوم وصلوٰۃ علم ہیئت/ توقیت کے قواعد کی روشنی میں (۱۴) بینکاری اقتصادیات معاشیات کی روشنی میں شرعی توجیہات (۱۵) علم زیجات/ ریاضی/ فلکیات کی مدد سے رویت ہلال کے مسائل کا حل وغیرہ وغیرہ فتاویٰ رضویہ جلد اوّل اگرچہ صرف کتاب طہارت پر مشتمل ہے لیکن ضمنی مسائل کے اندر علوم عقلیہ کی تشریحات میں مکمل دسترس کا ثبوت پایا جاتا ہے مثلاً: (۱) پانی میں رنگ ہے یا نہیں۔ (۲) پانی کا رنگ سفید ہے یا سیاہ۔ (۳) کیا سبب ہے کہ موتی، شیشہ، بلور پینے سے خوب سفید ہو جاتے ہیں۔ (۴) رنگین پیشاب کا جھاگ سفید کیوں معلوم ہوتا ہے۔ (۵) آئینہ میں دراڑ پڑ جائے تو وہاں سفیدی کیوں معلوم ہوتی ہے۔ (۶) آئینہ میں اپنی صورت اور چیزیں کسی طرح نظر آتی ہیں۔ (۷) آئینہ میں داہنی جانب بائیں اور بائیں جانب داہنی کیوں نظر آتی ہے۔ (۸) برف کے سفید نظر آنے کا سبب۔ (۹) شعاعیں جتنے زاویے پر جاتی ہیں اتنے ہی پر پلٹتی ہیں۔ (۱۰) رنگتیں تاریکی میں موجود رہتی ہیں۔ (۱۱) پتھر کس طرح بنتا ہے اور پتھروں کی مختلف اقسام۔ (۱۲) رہ آگ پر کیوں نہیں ٹھہرتا۔ (۱۳) معدنیات میں ۴/ قسمیں ناقص ترکیب ہیں۔ (۱۴)

چاروں عصروں میں ایک دوسرے سے تبدیلی کی بارہ صورتیں۔ (۱۵) اجزائے ارضیہ بلا واسطہ بھی آگ ہوجاتے ہیں۔ (۱۶) کان کی ہر چیز گندھک و پارے کی اولاد ہے۔ (۱۷) گندھک نر ہے یا مادہ۔ (۱۸) قطر ومحیط کی نسبت۔ (۱۹) مٹی کی اقسام اور ان کی درجہ بندی وغیرہ وغیرہ — فتاویٰ رضویہ کی تمام مجلدات میں سائنسی موضوعات پر رسائل وتحریر ملتی ہیں فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم کا مطالعہ کیجیئے تو اقتصادیات، معاشیات، بینک کاری اور دیگر لین دین کے تمام مسائل سمیٹے ہوئے ملے گی۔

(ماخوذ: قرآن سائنس اور امام احمد رضا)

سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ کو اللہ نے وہ کمال بخشا تھا جو گزشتہ کئی صدیوں میں دیکھنے کو نہیں ملتا، ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

◆◆◆

ص ۶۴ کا بقیہ..........................

النار عذابه - یعنی میں اس ذات کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان میں، سلطنت زمین میں، راستہ سمندر میں، رحمت جنت میں اور عذاب جہنم میں ہے پھر آپ نے پوچھا: من انا۔ یعنی بھلا میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی: انت رسول رب العالمین و خاتم النبین قد افلح من صدقک و قد خاب من کذبک۔ یعنی آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور رسولوں کے خاتم ہیں، جس نے آپ کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ نامراد ہوا۔''

رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب سوسمار کو اس طرح کلام کرتے ہوئے بادہ نشیں نے دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا وہ برملا کہنے لگا کہ خدا کی قسم جس وقت میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا اس وقت میری نظر میں آپ سے زیادہ کوئی شخص دشمن نہیں تھا اور اب آپ مجھے میرے والدین ہی نہیں بلکہ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ فوراً کفر کی زنجیر توڑ کر کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہوگیا۔

مذکورہ بالا روایتوں سے یہ بات مہر نیم روز کی طرح روشن ہوجاتی ہے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہ صرف انسانوں نے تسلیم کیا بلکہ جانوروں نے بھی زبانِ حال سے نہیں بلکہ زبانِ قال سے بہ بانگ دہل اعلان کیا کہ بلاشبہ آپ پر نبوت تمام ہوگئی اب قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہیں مانتا وہ جانور سے بھی گیا گزرا بلکہ بلفظِ دیگر یوں کہہ لیں کہ منکر ختم نبوت سے جانور صدہا بہتر ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام اشخاص سے ہمیں محفوظ ومامون رکھے جو ایمان پر قدغن لگانے میں ذرہ برابر بھی عار محسوس نہیں کرتے۔

◆◆◆

ص ۱۰ کا بقیہ..........................

[۱] الأعلام، ۵ / ۱۵۳، المؤلف: خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الزركلي الدمشقي (المتوفى 1396:ه)، الناشر: دار العلم للملايين، الطبعة: الخامسة عشر، الشاملة [۲] تذکرۃ الاولیاء مترجم ملخصا ص 55—56 شیخ فرید الدین عطار متوفی 677ھ ناشر: الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور سنہ اشاعت: مئی 1997ء [۳] وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ۴ / ۴۷، المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي المتوفى 681:ه، المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر، بيروت الشاملة) [۴] تذکرۃ الاولیاء مترجم ص 55—56 خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ متوفی 677ھ ناشر: الفاروق بک فاؤنڈیشن، لاہور سنہ اشاعت: مئی 1997ء [۵] تذكرة الحفاظ، 1 / 180، تأليف: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي متوفی ۷۴۸ھ، دراسة و تحقيق: زكريا عميرات، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت—لبنان، الطبعة الأولى 1419ه— 1998م الشاملة [۶] تاريخ بغداد أو مدينة السلام ۱۴ / ۲۵۰، تأليف الحافظ أبي بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي المتوفى 463، دراسة وتحقيق مصطفى عبد القادر عطا دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الاولى ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۴ء [۷] تاريخ بغداد أو مدينة السلام 13 / 339، ۳۴۰، تأليف الحافظ أبي بكر أحمد بن علي الخطيب البغدادي المتوفى 463، دراسة وتحقيق مصطفى عبد القادر عطا دار الكتب العلمية بيروت لبنان، الطبعة الاولى ۱۴۲۵ھ — ۲۰۰۴ء [۸] وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ۴ / ۴۸، المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي المتوفى 681:ه المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر — بيروت، الشاملة [۹] الطبقات الكبرى، 6 / 43، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي بالولاء، البصري، البغدادي المعروف بابن سعد (المتوفى 230:ه) المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر بيروت، الطبعة: الأولى، 1968م الشاملة [۱۰] تهذيب التهذيب، ۸ / ۲۶۴، المؤلف: أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، الناشر: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى، 1404-1984 الشاملة [۱۱] تذكرة الحفاظ، 1 / 180، تأليف: محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي متوفی ۷۴۸ھ، دراسة وتحقيق: زكريا عميرات، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت—لبنان، الطبعة الأولى 1419ه— 1998م الشاملة [۱۲] اولیاے رجال حدیث ص: 84 علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی متوفی 5 رمضان 1406ھ، ناشر: محمدی بک ڈپو دہلی سن اشاعت: اپریل 2007ء، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ۴ / ۴۹، المؤلف: أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد بن إبراهيم بن أبي بكر ابن خلكان البرمكي الإربلي المتوفى 681:ه المحقق: إحسان عباس، الناشر: دار صادر بيروت، الشاملة۔

◆◆◆

(از: مولانا محمد شہنواز نوری شفق مصباحی *

آپ سنی ہیں، یہ آپ پر اعلیٰ حضرت کا احسان ہے

آج کل کچھ حضرات اکثر مجالس میں اور بیشتر محافل میں یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ہمارا شجرہ فلاں بزرگ سے ملتا ہے، ہمارا سلسلہ فلاں شیخ تک پہنچتا ہے، ہم تو خاندانی مسلمان ہیں، ہم تو خانقاہی اہل ایمان ہیں، ہم پر اعلی حضرت کا احسان نہیں، ہماری سنیت امام احمد رضا کی دین نہیں، ایسے حضرات کی بارگاہوں میں بس اتنا عرض ہے کہ ٹھیک ہے کہ آپ کا شجرۂ وسلسلہ کبھی اجمیر معلیٰ تو بغداد مقدس، کبھی مدینہ منورہ تو کبھی مکہ مکرمہ تک پہنچتا ہوگا، لیکن واضح رہے کہ آپ برصغیر کے باشندہ ہیں اور پھر سنی ہیں تو یہ آپ پر اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان کا احسان ہے اور آپ یہ بھی نہ سمجھیں، اس گمان میں بھی نہ رہیں کہ جب آپ خود ہی فقیہ ومفتی، محدث ومفسر، عالم وفاضل، منطقی وفلسفی ہیں تو پھر آپ پر اعلی حضرت کا احسان کیسے ہوسکتا ہے؟ اس لیے کہ آپ یقیناً یہ سب کچھ ہیں لیکن آپ ایک امتی بھی ہیں اور جب بظاہر خود نبی پر امتی کا احسان ہوسکتا ہے تو امتی پر امتی کا احسان کیوں نہیں ہوسکتا؟ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

’’قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ما لاحد عندنا يد الا وقد كافيناه ما خلا ابا بكر فان له عندنا يدا يكافئه الله بها يوم القيامة وما نفعني مال احد قط ما نفعني مال ابي بكر ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا الا وان صاحبكم خليل الله۔ رواه الترمذي عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه۔ (اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ہمارے ساتھ جس نے بھی نیکی کی ہم نے اسے بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے کیونکہ انہوں نے ہماری اتنی خدمت کی ہے کہ اللہ تعالی ہی انہیں قیامت کے دن اس کی جزا دے گا، کسی کے مال نے ہمیں وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا، اگر ہم کسی کو اپنا خلیل یعنی جانی دوست بناتے تو ابوبکر کو بناتے، سنو! تمہارے صاحب اللہ تعالی کے خلیل ہیں)

ذرا غور فرمائیں! کہ مالک دو جہاں قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف صدیق اکبر ہی کے احسانات کا ذکر نہ فرمایا بلکہ صدیق اکبر کے ساتھ ساتھ دوسرے صحابہ کے بھی احسانات کا تذکرہ فرمایا، ہاں صدیق اکبر اور دوسرے صحابہ کے احسانات میں فرق یہ بیان فرمایا کہ دیگر صحابہ کے احسانات کا بدلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں دے دیا اور صدیق اکبر کے احسانات کا بدلہ اللہ جل شانہ قیامت میں عطا فرمائے گا کہ دوسرے صحابہ کے مقابلے میں صدیق اکبر کے احسانات بہت زیادہ ہیں۔ مختصر اتنا کہ حدیث مذکور سے یہ روشن اور واضح ہے کہ نبی پر امت کا حساب ہوسکتا ہے اور جب نبی پر امت کا احسان ہوسکتا ہے تو امت پر امت کا احسان بدرجۂ اولی ہوسکتا ہے۔ نیز حدیث مذکور سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ بندوں میں سے اگر کسی کا آپ پر احسان ہو تو اس احسان کا برملا اظہار اور علی الاعلان اقرار ہونا چاہیے کہ یہی حکم خدا جل وعلا اور سنت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بلکہ ایک حدیث پاک میں تو یوں آیا کہ:

’’من لم يشكر الناس لم يشكر الله رواه احمد وابو داؤد عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه. یعنی وہ شخص خدا کا شکر گزار بندہ ہو ہی نہیں سکتا جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہو۔‘‘

مطلب یہ ہے کہ اگر ہم خدا شکر ادا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ان بندوں کا بھی شکر ادا کرنا ہوگا جن کے توسط و توسل سے ہمیں منعم حقیقی کی نعمتیں ملی ہیں اور لوگوں کی شکر گزاری کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے احسانات کا برملا اظہار و اقرار کیا جائے، جلوت و

* مضمون نگار دار العلوم فیضان رضا ممبرا تھانے ممبئی کے پرنسپل ہیں۔

خلوت میں ان کا ذکر جمیل کیا جائے اور یہ بھی واضح رہے کہ جو نعمت جتنی بڑی ہوگی اس کی شکر گزاری بھی اتنی ہی ضروری ہوگی اور نعمت ایمان وسنیت سے دارین کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

لیجیے فقیر اب اپنے اس دعوے پر کہ آپ سنی ہیں یہ آپ پر اعلیٰ حضرت کا احسان ہے، اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے دو معاصر بزرگوں کی شہادتیں پیش کرتا ہے ملاحظہ کیجیے! چنانچہ استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ والرضوان سے ان کے شاگرد رشید حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے عرض کیا کہ حضرت! اپ تو مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مرادابادی علیہ الرحمہ سے مرید ہیں لیکن اپ کو جتنی محبت وعقیدت اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سے ہے اتنی اور کسی سے نہیں، اعلیٰ حضرت کی یاد، ان کا تذکرہ، ان کے علم وفضل کا خطبہ آپ کی زندگی کے لیے روح کا مقام رکھتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت محدث سورتی علیہ الرحمہ نے فرمایا: سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق صاحب محشی بخاری شریف سے پایا، سب سے بڑی نعمت وہ بیعت نہیں ہے جو مجھے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب سے حاصل ہوئی، بلکہ سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑی نعمت وہ ایمان ہے جس کو میں نے صرف اعلی حضرت حضرت سے پایا، میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کے بسانے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں، اس لیے ان کے تذکرہ سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، میں ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لیے مشعل ہدایت جانتا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، صفحہ ۱۲۰)

اور حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور فرماتے ہیں کہ: حضور صدر الافاضل مولانا سید شاہ محمد نعیم الدین مرادابادی خلیفہ اعلیٰ حضرت واشرفی میاں علیہ الرحمہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے لوگوں کو اعلی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کے دربار سے مختلف قسم کی دولتیں نصیب ہوئیں، لیکن مجھے سب سے بڑی دولت ایمان کی اگر کہیں سے نصیب ہوئی تو وہ اعلی حضرت امام احمد رضا کا دربار گرامی ہے۔ (پاسبان الہ اباد نومبر ۱۹۵۰ء، صفحہ ۱۸)

خوب اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ حضرت محدث سورتی اور حضرت صدر الافاضل رحمہما اللہ معمولی درجے کے عالم وفاضل نہ تھے بلکہ ان میں سے ایک اپنے دور کے امام المحدثین ہیں تو دوسرے اپنے وقت کے رئیس المفسرین ہیں لیکن باں فضل وکمال فرمارہے ہیں کہ ہمیں عشق رسول اور ایمان کی دولت سرمدی و نعمت ابدی اعلی حضرت کے دربار سے ملی ہے، جب ان بزرگوں کا یہ حال ہے تو ہمارا کیا حال ہونا چاہیے، جب ان بزرگوں کی محفلوں، مجلسوں اور خلوتوں، جلوتوں میں اعلیٰ حضرت کے ایسے تذکرے ہیں تو ہماری مجلسوں میں، ہماری محفلوں میں اور ہماری خلوتوں، ہماری جلوتوں میں اعلیٰ حضرت کا ذکر جمیل کس قدر ہونا چاہیے کہ ہمیں تو جو کچھ بھی ملا ہے سب اسی بارگاہ اعلی سے اور اسی دربار والا سے ملا ہے۔

◆◆◆

ص ۳۹/کا بقیہ..........................

دیوبندی اکابرین کو چاہئے تھا کہ امام اہل سنت کی گرفت کرتے اور ان کے رد میں اسی وقت تحریر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا، امام اہل سنت کی زندگی رب تعالیٰ کی عطا سے بڑی شان عظمت والی رہی اور گستاخان رسول کی زندگی ایسی کہ جیسے بلی کے ڈر سے چوہے کی ہوتی ہے، ان کی ہمت نہ بن بڑی امام اہل سنت کا سامنا کرنے کی اور ایک جھوٹ کا پلندہ (المہند) شائع بھی کیا تو امام اہل سنت کے وصال کے 12 رسال بعد ان سب باتوں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ کون منافق تھا اور کون مومن؟ کس کے دل میں چور تھا اور کون ایماندار۔

◆◆◆

اعتذار

کس وجہ سے قسطوار مضمون ''بھارتی مسلمانوں کا ۷۵ رسالہ دردناک سفر'' کی چودھویں قسط اس مہینے شائع نہیں ہو رہی ہے، ان شاء اللہ الرحمٰن اگلے ماہ آپ اس کی چوھویں قسط ملاحظہ فرمائیں گے۔ فاروقی

رضویات

از: سعد حنفی*

حسام الحرمین کا پس منظر

اکثر منافقین کی ایک جماعت اس کتاب کو لے کر طرح طرح کے پروپیگنڈا اچھالتی ہے کہ اس کتاب میں علمائے دیوبند کی عبارتوں کو کاٹ چھانٹ کر کفریہ طرز پر بنا کر علمائے حرمین کے سامنے پیش کی گیا جس کو پڑھ کر علمائے حرمین نے ان اکابرین دیوبند کو کافر جانا اور ان کی تکفیر کر دی۔ جبکہ یہ سب سراسر جھوٹ اور امت کو گمراہ کرنے کی کوشش ہے۔

اکابرین علمائے دیوبند کے کارناموں کا سلسلہ 1830ء کے آس پاس شروع ہوا جبکہ حسام الحرمین 1906ء میں شائع ہوئی اور اس سے ایک سال قبل امام اہل سنت ان عبارات کفریہ کو لے کر علمائے حرمین کے سامنے برائے استفتا پہنچے تھے۔

اب یہاں یہ سوال آتا ہے کہ جب کفریہ عبارتوں کا سلسلہ اتنے پہلے سے شروع ہوا تو کیا اس وقت علمائے اہل سنت نے انہیں نہیں روکا؟ تو اس کا جواب ہے: بالکل ان کا رد فرمایا اور ان کے خلاف رسالے لکھے گئے، ان کی تکفیر کی گئی۔

امت میں انتشار پھیلانے والی پہلی کتاب "تقویۃ الایمان" میں جب انبیا و اولیا کی شان میں گستاخیاں کیں گئیں، اس پر حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ نے گرفت کرتے ہوئے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر اور اس کتاب کے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی کو بارہا مناظرہ کا چیلنج بھی دیا گیا، کئی مرتبہ مناظرہ طے ہونے کے باوجود اس سے غیر حاضر رہا، اس کتاب کا رد بھی پرزور انداز میں کیا گیا، اس کا ایک منظر خود مولانا ابوالکلام آزاد نے بیان کیا ہے کہ:

"مولانا محمد اسماعیل شہید، مولانا منورالدین کے ہم درس تھے، شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انھوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علما میں ہلچل پڑ گئی، ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی، متعدد کتابیں لکھیں اور 1248ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا۔"

(آزادی کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص 56)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ امت میں اختلاف اسماعیل دہلوی کے ذریعہ انگریزوں نے 1831ء میں ہی شروع کر دیا تھا، ابھی اس وقت اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی۔

اسی طرح تحذیر الناس 1871ء میں لکھی مطلب حسام الحرمین سے تقریباً 35 سال قبل اس وقت اس کتاب کا بھی یہی حال تھا علمائے اہل سنت نے اس کی اشاعت کے ساتھ ہی اس کا رد شروع کر دیا جیسا کہ خود دیوبندیوں اکابرین کا اقرار موجود ہے، دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی اپنے ملفوظ میں بیان کرتے ہیں کہ جس وقت مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی، اس وقت ملک بھر میں کسی نے بھی ان سے موافقت نہیں کی۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد 5/ملفوظ نمبر 314)

اسی طرح "براہین قاطعہ" کا معاملہ آیا، جب شیطان لعین کے علم کیلئے نصوص قرآنی کا اقرار تو کیا گیا لیکن جب حضور علیہ السلام کے علم کی بات آئی تو اسے شرک بتایا گیا۔

براہین قاطعہ کتاب کا ایک تاریخی پہلو یہ بھی ہے کہ جب یہ کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی تو مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جن کے درمیان پہلے دوستانہ تعلقات تھے ایک دوسرے کے سخت مخالف ہو گئے، براہین قاطعہ چوں کہ انبیٹھوی صاحب کے نام سے چھپی تھی، اس لیے اس کو دیکھنے کے بعد غلام مولانا غلام رسول دستگیر قصوری صاحب کو بڑا صدمہ ہوا اور وہ بہ نفس نفیس بھاول پور پہنچے اور اپنے دیرینہ دوست سے

* مضمون نگار تحریک اصلاح عقائد سے متعلق ہیں۔

براہ راست گفتگو کر کے صورت حال معلوم فرمائی اور انہیں سمجھانے کی کوشش فرمائی مگر انبیٹھوی صاحب کو اپنی ضد پر قائم پا کر حیرت زدہ وہ گئے، جب انھوں نے افہام وتفہیم کی تمام تدبیروں کو ناکام ہوتے دیکھا تو انبیٹھوی صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا، انبیٹھوی صاحب اپنے چھ دیوبندی علما کے کر حاضر ہوئے اور مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ بھی اپنے ساتھ چھ علمائے اہل سنت کے ہمراہ تشریف لائے اور اس طرح 1306ھ میں مناظرہ بھاول پور نواب بھاول پور کی نگرانی میں ہوا۔ جہاں دیوبندی اکابر مولوی خلیل انبیٹھوی کو ذلت آمیز ہار کا سامنا کرنا پڑا۔

اب یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ ''حسام الحرمین 1324ھ میں شائع ہوئی اور اسی دور میں علمائے حرمین نے ان دیوبندی علما کی تکفیر فرمائی۔ لیکن اسی عبارت پر ہندوستان میں 1306ھ میں مناظرہ ہوا اور یہ عبارت منظر عام پر آتے ہیں بحث کا مدعا بن گئی، اب یہاں کوئی دیوبندی بتائے اس وقت تو حسام الحرمین شائع نہ ہوئی تو علمائے ہند کے سامنے کون سی عبارت پیش ہوئی کہ انھوں نے اس کا رد فرمایا اور اس کے لکھنے والے سے مناظرہ کیا، کیا اس وقت بھی تم یہی کہوں گے کہ ان کے سامنے دیوبندی اکابرین کی عبارتوں کو کاٹ چھاٹ کر کفریہ بنا کر پیش کیا گیا تھا؟

اس مناظرہ کی روداد ''تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل'' شائع ہوئی اور اس کی عربی کاپی اس وقت بھی علمائے حرمین شریفین نے ملاحظہ فرمائیں جس پر علمائے حرمین شریفین نے اپنی تائید تصدیقات سے بھی پیش کیں۔

پتہ چلا حسام الحرمین سے پہلے بھی علمائے حرمین شریفین کے سامنے ان دیوبندی اکابرین کی عبارتیں باعث بحث قرار پائی گئی تھی، اب دیوبندی جیسے جدید مذہب کے مناظرین اگر یہ کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے علمائے حرمین کے سامنے دیوبندی اکابرین کی عبارتوں کو کاٹ چھاٹ کر پیش کیا تو یہ سراسر الزام اور جھوٹ ہے اور انہیں جھوٹ کے دم پر آج یہ دھرم چلا آرہا ہے۔

اسی مناظرہ میں کذب باری تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کو لے کر بحث ہے، ڈھیرے ڈھیرے انگریزوں اور یہودیوں کی شہ پا کر اس فتنہ کی جرأت اتنی بڑھی کہ حضور علیہ السلام کے بعض علوم غیبیہ کا اقرار کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا گیا کہ اگر حضور علیہ السلام کے بعض علوم غیبیہ مراد لئے بھی جائیں تو اس میں حضور علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو بچوں اور پاگلوں کو بھی حاصل ہے، معاذ اللہ! (مکمل عبارت حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب میں موجود ہے)

منافقین دیوبندیہ کی بڑھتی ہوئی گستاخیاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی کھلی گالیاں بکی جانے لگیں، تب اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت نے وہ کام انجام دیا کہ جس کی وجہ سے آپ کو امام اہل سنت کا لقب ملا اور آپ اعلیٰ حضرت کے نام سے مشہور ہوئے، آپ نے سن 1905ء میں علمائے حرمین کے سامنے ایک بار پھر سے استفتاء پیش کیا حالانکہ علمائے حرمین شریفین کے سامنے یہ کوئی نئی چیز نہیں تھی، اس سے پہلے بھی ان دیوبندی اکابرین کے بارے میں کئی شکایتیں ملی اور ان پر ان علمائے حرمین کا بھی ردعمل صاف ظاہر ہوا جس طرح ''حسام الحرمین'' کے ذریعے ان علمائے حرمین نے اپنے کام انجام دیئے۔

''حسام الحرمین'' تقریباً چھپی 1906ء میں اردو ترجمہ کے ساتھ پورے ملک میں علمائے اہل سنت نے اعلیٰ حضرت کے اس عظیم کارنامے کو سراہا اور ملک بھر کے سینکڑوں علمائے اہل سنت نے بھی ان گستاخانہ عبارات کی بنیاد پر اکابرین دیوبند کی تکفیر کی۔

''حسام الحرمین 1906ء میں اردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی، اس کے 15/سال بعد امام اہل سنت کی وفات ہوئی پھر اس کے 12/سال بعد یعنی حسام الحرمین کی اشاعت کے پورے 27/سال بعد المہند (کہ جس کو حسام الحرمین کا جواب بتایا گیا) شائع کی گئی جبکہ اس کا مصنف بھی اسوقت مرکر مٹی میں مل چکا تھا۔

غور طلب ہے کہ اگر حسام الحرمین میں امام اہل سنت نے دیوبندی اکابرین کی عبارتوں کو اگر کاٹ چھاٹ کر پیش کیا تھا تو اس وقت اکابرین دیوبند کس بل میں گھس گئے تھے کیوں عوام کے درمیان اپنی صفائی نہیں دی، کیوں امام اہل سنت کا سامنا کرنا ان کے لئے خوف کا باعث بنا ہوا تھا، بقیہ ص ۳۸/ پر

عقیدۂ ختم نبوت تصانیف رضا کی روشنی میں

از: مفتی سید اولاد رسول قدسی*

سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا بمعنی آخر الانبیا ہونا ایسا قطعی ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس پر نصِ قرآنی دال ہے بلکہ صحاح کی بکثرت احادیث جو حدِّ تواتر تک پہنچی ہیں باضابطہ وضاحت وصراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں، اس سلسلے میں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

”مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ کو احد صمد لا شریك لہ جاننا فرض اوّل ومناطِ ایمان ہے، یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزئ ایقان ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمالِ خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہے۔“ (ختم النبوۃ، ص ۴)

قرآن مقدس کے بائیسویں پارہ کے سورۂ احزاب کی چالیسویں آیت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت یوں بیان کرتی ہے:

”ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیما۔ یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“

مذکورہ آیت صراحتاً یہ بتاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیا ہیں، آپ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی، اس آیت کے تناظر میں یہ نہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت سے پہلے آسمان سے روئے زمین پر نزول فرمائیں گے وہ بھی تو نبی ہیں پھر رسول گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا کیوں کر ثابت ہوگا، اس ضمن میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں رہے کہ بلا شبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں مگر نزول کے بعد وہ اپنی شریعتِ سابقہ پر نہیں بلکہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت مطہرہ کی روشنی میں احکام نافذ کریں گے اور تبلیغی امور انجام دیں گے۔

اس پر مستزاد یہ کہ رسول دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے قبلہ کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرکے نمازیں ادا فرمائیں گے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس قدر مسلم ہے کہ ربِّ کائنات نے لوحِ محفوظ پر جہاں مخلوقات کی تقدیر لکھی وہیں یہ بھی تحریر فرمائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی سب نبیوں میں آخر ہیں، جیسا کہ صحیحین شریفین میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان اللہ عز وجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموت والارض بخمسین الف سنة وکان عرشه علی الماء ومن جملة ماکتب فی الذکر وهو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبین۔ یعنی اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا من جملہ

ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں تک روایت ہے کہ پہلے انسان اور اللہ کے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو دونوں شانوں کے درمیان قلم قدرت سے لکھا ہوا تھا:

''محمد رسول اللہ خاتم النبین۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔''

بیہقی شریف کے اندر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ ایسی حدیث جلوہ ریز ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ کے وقت ربِ کائنات نے جہاں اپنے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فرمایا:

''لو لا محمد ما خلقتک۔ یعنی اگر محمد صلی اللہ وسلم نہ ہوتے تو آدم میں تیری بھی تخلیق نہیں کرتا وہیں یہ بھی فرمایا:'' وھو آخر الانبیا من ذریتک۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری اولاد میں سب سے پچھلے نبی ہیں۔''

آئیے حدیث وتفسیر کی روشنی میں پورا واقعہ اختصار کے ساتھ ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جب جنت میں رہائش کے زمانے میں شجر ممنوعہ کا پھل تناول فرمالیا تو رب کے حکم سے آپ زمین پر تشریف لے آئے۔ یہاں آنے کے بعد اپنی لغزش پر متواتر تین سو سال تک اشک بار رہے اور رب قدیر کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہے مگر ان کی توبہ شرفِ قبولیت سے ہمکنار نہ ہوئی، تین سو سال کے بعد آپ کو اللہ کے حبیب مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آیا اور ان کے وسیلۂ جلیلہ سے بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض گذار ہوئے:

''یارب اسئلك بحق محمد ان غفرت لی۔ یعنی اے میرے رب تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے۔''

ایسے موقع پر خداوند قدوس نے فرمایا اے آدم! تمھیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت کیسے حاصل ہوئی جب کہ وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! میں تو انھیں جانتا نہیں تھا لیکن جب تو نے میرے جسم میں روح پھونک کر تخلیق مکمل فرمائی تو میں نے عرش کی جانب سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے پایوں پر لکھا ہوا تھا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' تو پھر مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ جس ذاتِ بابرکات کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا یقیناً وہ تیرا سب سے زیادہ محبوب ہے، ربِّ قدیر نے فرمایا:

''صدقت یا آدم انه لا حب الخلق الی واذ سالتنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك و هوا آخر الانبیا من ذریتك۔ یعنی اے آدم! تو نے سچ کہا بلاشبہ وہ میرے لیے احب الخلق یعنی تمام جہان سے زیادہ محبوب ہے اب چونکہ تو نے میرے محبوب کا واسطہ دیا ہے تو میں نے تیری توبہ قبول کی اور تجھے مغفرت کا پروانہ عطا کیا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا اور یہ محمد تیری اولاد میں سب سے پچھلے نبی ہیں۔''

رسول گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا اس قدر واضح ومشہور ہے نہ صرف یہ کہ قرآن مقدس، لوحِ محفوظ اور حضرت آدم علیہ السلام کے شانوں کے درمیان مکتوب ومرقوم ہے بلکہ دیگر آسمانی کتب وصحائف کے اندر بھی جلی حروف کے ساتھ یہ مندرج ہے کہ آپ خاتم الانبیا ہیں اور آپ پر نبوت کا اتمام واختتام ہو چکا، میرے اس دعوے کی پشت پناہ سیدی اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ ابن عساکر کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مروی حدیث ہے:

''قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کان یُسَمّٰی فی الکتب القدیمة احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فار قلیطا و ماذ ماذ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی کتابوں میں میرے یہ نام مکتوب تھے احمد، محمد، الماحی، المقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا، ماذ ماذ۔''

اب آپ ان ناموں کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں:

احمد: بہت تعریف کرنے والا۔ **محمد:** جس کی خوب خوب تعریف کی جائے۔ **ماحی:** کفر وشرک کو مٹانے والا۔ **نبی الملاحم:** جہادوں کے پیغمبر۔ **حمطایا:** حرم الٰہی کے حمایتی۔ **فارقلیطا:** حق کو باطل سے جدا کرنے والا۔ **ماذ ماذ:** ستھرا پاکیزہ۔ **المقفی:** کا معنی ہے سب پیغمبروں کے پیچھے تشریف لانے والے۔

کتب سماویہ کے اندر رسول ہاشمی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب اسم گرامی مقفی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کوئی نوزائیدہ مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جسے کتب سماویہ نے بھی اپنے سینے میں محفوظ کر رکھا ہے۔

یہ تو کتب سماویہ کی بات تھی اب آئیے صحائف کے بھی زرّیں اوراق پر نظر ڈالیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عامر شعبی سے روایت فرماتے ہیں کہ ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس صحیفے میں رسول دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا درج تھا جیسا کہ صحیفۂ سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں یوں مرقوم تھا کہ ربِّ کائنات نے اپنے خلیل علیہ السلام سے فرمایا:

''انه کان من ولدک شعوب حتی یانی النبی الامی خاتم الانبیا۔ یعنی بے شک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے، یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیا جلوہ فرما ہوں گے۔''

علاوہ ازیں محمد بن کعب قرظی روایت فرماتے ہیں:

''اوحی اللہ تعالیٰ الی یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکا وانبیا حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امته هیکل بیت المقدس وهو خاتم الانبیا واسمه احمد۔ یعنی نبیرۂ ابو الانبیا حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے یعقوب! میں تیری اولاد میں سلاطین وانبیا بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ مبعوث فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی وہ سب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اس کا نام احمد ﷺ ہے۔''

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مایۂ ناز صحابی ہیں وہ جہاں پہلے نہ صرف یہ کہ یہودی تھے بلکہ خود یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے وہیں ان کے والد اپنے زمانے میں اعلم علما توراۃ یعنی توریت کے جاننے والوں میں سب سے بڑے جاننے والے گردانے جاتے تھے۔ حضرت کعب احبار نے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے بعد جو بیان فرمایا وہ روح پرور اور ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات پر غماز ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی علما توراۃ وانجیل وزبور بھی جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خاکدان گیتی میں آخری نبی بن کر جلوہ افروز ہوں گے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد علما توراۃ میں سب سے بڑے عالم تھے، ان کا سینہ علم ومعرفت کا گنجینہ تھا۔ وہ مجھ سے بے پناہ محبت وشفقت فرماتے تھے اور اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے کبھی چھپایا نہیں کرتے تھے گو وہ چاہتے تھے کہ میں بھی علم وفضل میں یکتائے روزگار بنوں۔ میری حیرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ رہی جب ان کا آخری وقت آن پہنچا۔ ہوا یوں کہ موت سے پہلے انھوں نے مجھے بڑے پیار سے قریب بلایا اور فرمانے لگے کہ اے میرے پیارے بیٹے! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے اپنی معلومات میں سے کوئی شے ذرہ برابر بھی تجھ سے مخفی نہیں رکھی۔ ربِّ قدیر نے جس قدر علوم وفنون سے مجھ کو نوازا تھا وہ سب تیرے سینے میں انڈیلتا چلا گیا، بفضلہ تعالیٰ اب تیرا سینہ علوم ومعارف کا ایک بہتا دریا بن چکا ہے۔

میں نے تا زندگی اشاعت علم میں کسی قسم کی بخالت سے کام نہیں لیا، اس کی واحد اور بڑی اہم وجہ یہ رہی کہ میں چاہتا تھا کہ میرا بیٹا بھی اپنے وقت کا ایک جید اور لائق وفائق ماہر علوم وفنون ہو، لیکن دو ورق تجھ سے روک رکھا، اس کے بارے میں اس کے قبل میں نے کبھی تجھے کچھ نہ بتایا۔ نہ بتانے کی وجہ بخل یا اخفا نہیں بلکہ قبل از وقت اور اندیشہ وخدشہ مانع رہے۔ اب چونکہ میں بستر مرگ پر ہوں۔ جانے کب آجائے پیکِ اجل کس کو

ہے خبر۔ اگر میں نے موت سے پہلے تجھے یہ بات نہ بتائی تو پھر میں خود کو بھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔ مزید برآں تو ایک ایسی عظیم نعمت سے محروم ہو جائے گا۔ جس کے دامن میں اخروی فلاح اور بہارِ جنت مضمر ہے۔

لہٰذا اب میرے بیٹے! میری بات غور سے سن اور میری موت کے بعد میرے کہا پر عمل کرنے میں ذرہ برابر بھی کمی نہ کرنا، دراصل بات یہ ہے کہ میرے پاس دو بڑے ہی اہم ورق ہیں جن میں ایک نبی سے متعلق بہت ہی کارآمد اور نفع بخش ایسی باتیں مندرج ہیں جو تیری دنیا و آخرت کی بہبودی کی ضامن ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے کئی بار چاہا میرا ضمیر مجھے پیہم اصرار کرتا رہا، میری خواہش مجھے بار بار برانگیختہ کرتی رہی کہ میں اس راز کی اہمیت و افادیت سے متعلق تمھیں باور کرا دوں اور فوراً سے پیشتر اسے منکشف کردوں لیکن جب جب میں نے انکشاف کی ہمت کی میرے سامنے یہ اندیشہ مانع رہا کہ مبادا، کوئی کذّاب مدعی نکل کھڑا ہوا اور تو اس متنبی کو سچا جان کر اس کی پیروی کرلے، اسے نبی آخر الزماں مان کر اپنے ایمان وعقیدے کا سودا کرلے، اپنے دین و دنیا کو تو ہلاک کے دہانے تک پہنچا دے، ربِّ کائنات نے قہر وغضب کا سودا کرلے۔ اپنے دین و دنیا کو ہلاکت کے دہانے تک پہنچا دے، ہاتھ کی کلہاڑی تو اپنے پاؤں پر مار لے لہٰذا اب چونکہ دنیا کو دائمی خیرباد کہنے کا میرا وقت آپہنچا ہے، میری زندگی کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہونے والا ہے، میری روح قفس عنصری سے پرواز کرنے کے لیے اپنے پر تول رہی ہے اس لیے میں تجھے بتا رہا ہوں کہ یہ دیکھ تیرے سامنے جو طاق ہے اس میں وہ اوراق رکھ کر میں نے ان کے اوپر مٹی لگا دی ہے، ابھی اسے چھیڑنا نہیں جب نبی آخر الزماں اس منصۂ شہود میں جلوہ افروز ہو جائیں تو ان اوراق کو پڑھ کر خاتم الانبیا کی بارگاہ میں پہنچ کر ان پر ایمان لے آنا اور تاحیات چاہے حالات کتنے ہی کشیدہ کیوں نہ ہوں ان کا بہر صورت پیروکار بن کر رہنا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے انتقال کے بعد جب میں نے طاق سے وہ اوراق نکالے تو میں نے دیکھا کہ ان میں بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ لکھا ہوا تھا:

''محمد رسول اللہ خاتم النبین لا نبی بعدہ مولدہ بمکۃ و مہاجرہ بطیبہ۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کی جائے پیدائش مکہ ہے اور ہجرت گاہ مدینہ۔''

رسول گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیا ہیں، آپ پر نبوت تمام ہو چکی اور آپ کے بعد قیامت تک کسی دوسرے نبی (خواہ مستقل ہو یا ظلّی) کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جو ابوداؤد اور ترمذی کے اندر موجود ہے اس میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف خود کو خاتم النبین بلکہ علی وجہِ بصیرت مزید صراحتاً لائے نفیِ جنس کے ساتھ لا نبی بعدی بھی فرمایا، حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

''قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :انا خاتم النبین لا نبی بعدی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نبیوں میں خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔''

اس طرح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ختم بی الرسل۔ یعنی مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

اس سے پہلے راقم الحروف نے وہ حدیث بھی پیش کی جس میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان مکتوب تھا محمد رسول اللہ خاتم النبین، لگے ہاتھ مشکوۃ شریف میں مندرج حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

''انہ قال انی عنداللہ مکتوب خاتم النبین و ان آدم لمنجدل فی طین۔ یعنی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رضویات

نے فرمایا کہ میں عند اللہ اس وقت خاتم النبین لکھا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے۔‘‘
بلفظ دیگر ان کی تخلیق مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔

مذکورہ بالا دلائل وشواہد کے باوجود ختمی مرتبت سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا وہی انکار کرے گا جو قرآن وحدیث سے نابلد ہو یا پھر ہٹ دھرمی کا شکار ہو۔ اس سے پہلے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا قول پیش کیا جا چکا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اس قدر اہم ہے کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا ایک مسلمان کے لیے ایسے ہی فرض ہے جیسے لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھنا۔

اس سلسلے میں آئیے خطیب بغدادی کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ مندرجہ ذیل حدیث بطور اختصار ملاحظہ کریں جس کا تعلق واقعۂ معراج سے ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے واقعۂ معراج کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

’’لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنیٰ و قال لی یا محمد ھل غمّک ان جعلتک آخر النبین قلت لا قال فھل غم امتک ان جعلتھم اخر الامم قلت لا ۔یعنی جب ربِّ کائنات نے شب معراج مجھے اتنا قریب کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا تو ایسے روح پرور موقع پر میرے رب نے مجھ سے فرمایا: کیا تمھیں اس بات کا غم ہے کہ میں نے آخر النبین یعنی سارے نبیوں میں آخری نبی بنایا، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ربِّ قدیر کی بارگاہ میں عرض کی الٰہ العالمین! نہیں مجھے اس بات کا کوئی غم نہیں ہے، پھر ربِّ کائنات نے آپ سے فرمایا: کیا تمہاری امت کو اس بات کا رنج وملال ہے کہ میں نے اسے ساری سابق امتوں کے بعد آخری امت بنایا؟ آپ نے عرض کی بار الٰہ! نہیں میری امت کو بھی اس بات کا کوئی رنج وملال نہیں۔‘‘

اتنا بیان کرنے کے بعد رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ انتہائی کیف آگیں ہونے کے پہلو بہ پہلو بے حد ایمان افروز بھی ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے خداوند قدوس کے سوال پر نفی میں جواب دیا کہ نہ مجھے اس بات کا غم ہے کہ تو نے مجھے آخر الانبیا بنا کر خاکدان گیتی میں مبعوث فرمایا اور نہ میری امت کو اس بات پر کسی قسم کا رنج وقلق ہے کہ اسے تو نے آخری امت بنایا تو ربِ قدیر نے اس کی وجہ خود یوں بیان فرمائی:

’’انی جعلتھم أخر الامم لا فضح الامم عندہ و لا افضحھم عند الامم۔ یعنی میرے حبیب! میں نے تمہاری امت کو اس لیے آخری امت بنایا کہ سابق امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور اسے اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔‘‘

مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے جہاں یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے وہیں یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ ربِّ کائنات کو اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے کس قدر محبت ہے۔ ربِّ کائنات نے یہ نہ چاہا کہ اس کے حبیب کی امت کسی کے سامنے رسوا ہو اور اس کے عیب سے کوئی اور واقف ہو۔ خدائے لم یزل و بے نیاز کے اس کرم کو دیکھتے ہوئے امیدِ واثق رکھی جا سکتی ہے کہ جب ربِّ قدیر کو یہ نہ گوارا ہوا کہ اُس کے حبیب کی امت کے عیوب کو کوئی جانے اور اسے دنیا میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے تو پھر قیامت کے دن بھی ارحم الراحمین جو ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اہلِ محشر کے سامنے ہمیں ندامت سے محفوظ رکھے گا۔ اس امید واثق کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے رحیم وکریم خدا اور اس کے حبیب ﷺ کے احکامات پر سر بہ خم رہیں اور ہم خود کو عملی میدان کا شہسوار بنائیں۔

ختم نبوت سے متعلق ایک بین دلیل حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث سے بھی ملتی ہے جس میں رسول الملائکہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کا وہ بیان مذکور ہے جس میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے متعلق ربِّ قدیر کے ارشادات موجود ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول ہاشمی وقار ﷺ کی بارگاہ میں سب سے پہلے خلاقِ کائنات کا یہ ارشاد پیش کیا یا رسول اللہ:

''ان ربک یقول قد ختمت بک الانبیا۔ یعنی آپ کا رب فرماتا ہے کہ میں نے تم پر انبیا کو ختم کیا یعنی آپ خاتم الانبیا ہیں۔''

اس ارشاد کے بعد آپ نے خداوند قدوس کے دیگر ارشادات جو پیش کیے ان کے حرف حرف سے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے مثال عظمت شان ظاہر ہوتی ہے۔ رب کریم نے مزید فرمایا:

''وما خلقت خلقا اکرم علی منک و قرنت اسمک مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی و لقد خلقت الدنیا و اھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی ولو لاک ما خلقت السموت و الارض۔ یعنی میں نے کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں بنائی جو میرے حبیب سے زیادہ میری بارگاہ میں صاحبِ عزت ہو، میں نے اپنے حبیب کا نام اپنے نام سے ملایا تا کہ جہاں میرا ذکر ہو وہیں ان کا بھی ذکر ہو۔ میں نے دنیا اور اہلِ دنیا سب کچھ اس لیے بنایا کہ میرے حبیب کا مرتبہ ان سب پر ظاہر کروں، اگر میرے حبیب نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔''

علاوہ ازیں حدیث شفاعت جو بہت ہی طویل ہے، اس کے اندر بھی روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول مرقوم ہے کہ کل بروز قیامت جب اہل محشر قیامت کی ہولناکی سے مضطرب و بے قرار ہوں گے اور پچاس ہزار سالوں کے برابر طویل ترین دن سے ہراساں ہوں گے، سوا نیزے سر کے اوپر سورج کی پُرحدّت نا قابل برداشت تمازت کی تاب نہ لا کر اہل محشر نہ صرف یہ کہ پسینے سے شرابور ہوں گے بلکہ پسینوں کی ندی میں نہا رہے ہوں گے تو ایسے جانکاہ اور جاں گسل موقع پر سارے اہل محشر ان میں وہ سب بھی شامل ہوں گے جو دنیا میں شفاعت اور وسیلے کے منکر رہے ہوں گے یکجا ہو کر ہر نبی کی بارگاہ بافیض میں شفاعت کی درخواست پیش کریں گے اور یہ کہتے ہوئے گڑ گڑائیں گے کہ خدارا ہماری شفاعت فرما کر ان کٹھنائیوں سے ہمیں راحت دلا دیں تو ہر نبی:

''اذھبوا الیٰ غیری۔ یعنی میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔''

کہہ کر دوسرے نبی کے پاس بھیج دیں گے، بالآخر مایوس ہو کر جب اہلِ محشر حضرت عیسی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شفاعت کے خواستگار ہوں گے تو آپ برملا فرمائیں گے، میں اس منصب کا نہیں:

''انی اتخذت الھا من دون اللہ و انہ لا یھمنی الیوم الا نفسی۔ یعنی مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے، لہٰذا محشر والو! اگر شفاعت چاہتے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ جو خاتم النبین ہیں۔''

یہ سنتے ہی محشر والوں کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہے گا۔ مسرت و شادمانی سے سب کے دلوں کی باچھیں کھل اٹھیں گی، سارے کے سارے شاداں و فرحاں دوڑے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ جب خاتم النبین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں گے تو آپ فرمائیں گے:

''انا لھا۔ یعنی میں تمہاری شفاعت کے لیے ہوں۔

آج میری شفاعت سے تمھیں محشر کی جانکاہی سے نجات کا پروانہ ملے گا۔ فقط حضرت عیسی علیہ السلام ہی بروز قیامت نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاتم النبین نہیں فرمائیں گے بلکہ اسی حدیث شفاعت میں بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ مندرج ہے:

''فیاتون محمداً فیقولون یا محمد انت رسول اللہ و خاتم النبین۔ یعنی سارے اولین و آخرین سرورِ دو عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ پر بہار میں آکر یوں عرض کریں گے کہ حضور! آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیا کے خاتم ہیں، ہماری شفاعت فرمائیے۔''

ان احادیث سے یہ بات مترشح ہی نہیں بلکہ متحقق ہو جاتی ہے کہ اولین و آخرین سب رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہتے اور مانتے رہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کا خاتم الانبیاء ہونا اس قدر مسلم ہے کہ دراز گوش نے بھی برملا اظہار کیا کہ انبیا میں آپ کے سوا کوئی اور نبی باقی نہیں، اس سلسلے میں سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی طویل حدیث فتاویٰ رضویہ میں پیش فرمایا ہے، اختصار کے ساتھ اس حدیث کا تتمہ ملاحظہ کریں:

جنگ خیبر کی عظیم الشان فتح و کامرانی کے بعد حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس ہو رہے تھے اثنائے راہ یک بیک ایک سیاہ رنگ کے دراز گوش کو آپ نے دیکھ کر اس کا نام پوچھا تو اس نے جواباً عرض کیا کہ میرا نام یزید بن شہاب ہے اور خلاقِ کائنات نے میرے دادا کی نسل میں اس قدر برکتیں فرمائیں کہ اس میں ساٹھ دراز گوش پیدا کیے اور ہر ایک کو شرف اعزاز بخشا کہ وہ کسی نہ کسی نبی کے سواری کے کام آیا، پھر وہ کہنے لگا:

''وقد کنت اتوقعک ان ترکبنی لو یبق من نسل جدی غیری و لا من الانبیا غیرک۔ یعنی مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوائے میرے اور انبیا میں سوائے حضور کے کوئی باقی نہیں۔''

مزید برآں یہ بھی کہنے لگا کہ میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا جو بڑا ہی ظالم و سفاک انسان تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھنے کے ساتھ ساتھ مجھ کو زد و کوب بھی کرتا تھا۔

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دراز گوش کا نام ''**یعفور**'' رکھا تھا، یہاں تک روایتیں ملتی ہیں کہ جب آپ کسی کو بلانا چاہتے تو یعفور کو بطور قاصد بھیج دیتے اور وہ اس شخص کے مکان کی چوکھٹ پر سر مارتا، جب صاحب خانہ باہر آتا تو اسے اشارے سے بتاتا کہ تجھے اللہ کے رسول نے یاد فرمایا ہے، یعفور کے عشقِ رسول پر قربان جائیے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی کو خیرباد کہا تو یعفور آپ کی رحلت کو برداشت نہ کر سکا یہاں تک کہ آپ کی جدائی کے صدمے سے نڈھال ہو کر حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر موت کی آغوش میں چلا گیا۔

صرف یعفور دراز گوش کی تخصیص کیا بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت نے طبرانی، معجم اوسط، معجم صغیر، دلائل النبوۃ، تاریخ ابن عساکر وغیرہ کئی مستند کتابوں کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ ایک سوسمار نے مجمع عام میں فصیح عربی زبان میں واضح انداز میں کہا کہ یا رسول اللہ آپ خاتم النبین ہیں۔

واضح رہے کہ یہ حدیث مولائے کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت میں جلوہ ریز ہے جیسا کہ خصائص کبری اور جامع کبیر میں مندرج ہے۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ قبیلۂ بنی سلیم کا ایک بادیہ نشیں ایک سوسمار کا شکار کر کے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور آپ کے سامنے سوسمار کو ڈال کر کہنے لگا کہ لات و عزی کی قسم میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ یہ سوسمار آپ پر ایمان نہ لے آئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوسمار کو جوں ہی آواز دی اس نے فوراً جواباً عرض کیا:

''لبیک و سعدیک یازین من وافی یوم القیامۃ۔ یعنی اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت میں آپ کی خدمت و بندگی میں حاضر ہوں۔''

سوسمار کے جواب کو اس وقت وہاں سارے موجودین نے سنا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من تعبد؟ یعنی تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا:

''الذی فی السماء عرشه و فی الارض سلطانه و فی البحر سبیله و فی الجنة رحمته و فی بقیہ ص ۳۵ر پر

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

ستائیسویں قسط

ترغیبات

(۳) کبائر سے اجتناب، صغائر کے لئے کفارہ ہے:

''اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔ (ترجمہ) اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے (ان سے نیچے کے) اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔'' [سورۂ نسا-۳۱]

(۴) سچے تائب کے لئے بخشش کا مژدہ:

''وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (ترجمہ) اور جو کوئی کر بیٹھے برا عمل یا اپنی جان پر ظلم پھر اللہ سے بخشش چاہے تو پائے گا اللہ کو بہت بخشش کرنے والا اور بہت رحم فرمانے والا'' [ایضاً-۱۱۰]

شفاعت اہل کبائر کے لئے ہے، منکر کے لئے نہیں

حدیث شریف: اور حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''شفاعتی لاهل الكبائر من امتی من كذب بها لم ينلها۔ (ترجمہ) میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے، جس نے حصول شفاعت کو جھوٹ جانا، وہ اُسے نہیں پائے گا۔''

وجہ تخصیص کی توضیح

حضرت جابر (راوی حدیث) نے کہا کہ جو امتی اہل کبائر سے نہیں ہوگا تو اس کے لئے (اس) شفاعت کے ذکر کی کیا ضرورت؟ (مصنف نے اس جملے کی تشریح کرتے ہوئے کہا) یعنی اسے (اس) شفاعت کی طرف حاجت نہیں۔ (۱)

حدیث دیگر

(اور اسی طرح) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جو اہل کبائر ہیں میری شفاعت ان کے لئے ہے۔

ایک بہت بڑے عابد کا عبرت آموز واقعہ

خبر جبرئیل علیہ السلام: حضرت امام محمد ابن مکندر حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں، فرمایا: حضور علیہ الصلاۃ والسلام (ایک بار کاشانہ اقدس سے نکل کر) ہم لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ابھی میرے پاس سے میرے خلیل جبریل صلوات اللہ وسلامہ علیہ نکل کر گئے ہیں، وہ کہہ رہے تھے: یارسول اللہ! قسم اس ذات پاک کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ، نبی بنا کر بھیجا ہے، بے شک بندگان خدا میں سے ایک بندے نے پانچ سو سال تک اس پہاڑ کی چوٹی پر اللہ کی عبادت کی جس کی لمبائی چوڑائی نو سو مربع ہاتھ ہے جس کو سمندر نے ہر طرف سے چار ہزار فرسخ کی دوری تک احاطہ کیا ہوا ہے (یعنی وہ بیچ سمندر میں ٹاپو نما ہے) اور اس کے لئے پہاڑ کے نیچے سے آب شیریں کا ایک عمدہ چشمہ، انگلی کی چوڑائی کے برابر چوڑا جاری فرمایا ہوا تھا اور وہاں ایک انار کا درخت تھا جس پر روزانہ ایک انار لگتا تھا۔ جب شام ہوتی تو وہ (جائے عبادت سے) نیچے اتر کے آتا وضو کرتا اور انار توڑ کر کھاتا پھر نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا۔ اس نے اپنے رب سے دعا کی تھی کہ اس کی روح سجدے کی حالت میں قبض کی جائے اور یہ کہ اس کے جسم پر، نہ زمین کے لئے نہ کسی اور شئی کے لئے کوئی راہ ملے (یعنی جسم بدستور صحیح سلامت رہے) حتی کہ اسے (قیامت کے روز) سجدے ہی کی حالت سے اٹھائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی،

---

[۱] راوی حدیث حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گویا اس شبہہ کا ازالہ فرمایا کہ حضور کی شفاعت سے مستغنی تو کوئی نہیں ہوگا پھر یہاں اس حدیث میں اہل کبائر کی تخصیص کیسی؟ تو رفع شبہ کیلئے فرمایا کہ شفاعت کی اس نوع خاص کی طرف اُس امتی کو احتیاج کی نوبت نہیں آئے گی جو عند اللہ مستحق دخول جنت ہوگا اور مستوجب دوزخ نہیں ہوگا، واللہ تعالیٰ اعلم، ۱۲/ مترجم غفرلہ۔

حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے بتایا ہم لوگ اپنے ہبوط وعروج کے وقت اس کے پاس سے گزرتے ہیں (دیکھتے ہیں کہ) وہ بدستور اپنے اسی حال پر سجدے میں ہے۔

موجب بخشش محض اللہ کی رحمت

...اور (پھر آگے) حضرت جبریل (علیہ السلام) نے خبر دی کہ ہم (اپنے) علم میں پاتے ہیں کہ وہ قیامت کے روز (جب) اٹھایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کیا جائے گا تو رب تبارک وتعالیٰ (فرشتوں سے) فرمائے گا: میرے اس بندے کو میری رحمت سے جنت میں لے جاؤ۔ وہ عرض کرے گا: ''بل بعملی'' بلکہ میرے عمل سے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے اس بندے کے عمل کا اور اس کو ملی ہوئی نعمتوں کا موازنہ کروتو (نتیجہ یہ نکلے گا کہ) نعمتِ نگاہ اس کی پانچ سو سالہ عبادت کو محیط ہوگی اور دیگر جسمانی نعمتیں (بلاعوض عبادت) باقی بچیں گی تو اب فرمائے گا میرے اس بندے کو لے جا کر میرے عدل سے دوزخ میں داخل کروتو وہ گھسیٹ کر دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ اب پکارے گا: اے میرے رب! اپنی رحمت سے مجھے جنت میں داخل فرما۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا: اسے لوٹا لاؤ اور وہ پھر اللہ کے حضور کھڑا کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ (سوال کرتے ہوئے) فرمائے گا: اے میرے بندے! بتا تجھے کس نے پیدا کیا جب کہ تو کچھ نہیں تھا؟ وہ عرض کرے گا: تو نے اے میرے رب! فرمائے گا: کیا یہ تیرے عمل کی وجہ سے ہوا؟ یا میری رحمت سے؟ عرض کرے گا: نہیں، بلکہ تیری رحمت ہی سے ہوا، فرمائے گا: پانچ سو سال تک عبادت کرنے کی تجھے کس نے قوت دی تھی؟ عرض کرے گا: تو نے اے میرے رب! فرمائے گا: تجھے میرے پہاڑ پر گہرے سمندر کے ٹاپوں میں کس نے اتارا؟ (اور مہمان کی طرح رکھا) اور کس نے بجائے نمکین پانی کے تیرے لئے میٹھا لذیذ پانی نکالا اور کس نے تیرے لئے ہر شب ایک انار پیدا کیا تھا؟

حالانکہ انار کا پیڑ (عموماً) سال میں صرف ایک بار پھلتا ہے اور تو نے مانگا کہ تیری روح نماز میں بحالت سجدہ قبض کروں تو تیری یہ مانگ پوری ہوئی تو وہ سب کس نے کیا؟ عرض کرے گا: تو نے اے میرے رب! (آخر میں رب تعالیٰ) فرمائے گا: (تجھے معلوم ہو گیا کہ) وہ سب کا سب میری رحمت سے تھا اور اب اپنی رحمت ہی سے تجھے جنت میں داخل فرما رہا ہوں...

ہر نعمت وراحت، بسبب رحمتِ الٰہی

...حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے (قصہ مذکورہ سنانے کے بعد آخر میں) کہا:

''انما الاشیاء برحمۃ اللہ۔ بے شک جملہ اشیاء اللہ کی رحمت ہی کے سبب سے ہیں۔''

وقت موت امید وخوف کا اجتماع

حدیث شریف: حضرت امام حسن بصری نے حدیث شریف بیان کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ما اجتمع الرجاء والخوف فی قلب امرئ مسلم عند الموت الا اعطاہ اللہ ما یرجو وصرف عنہ ما یخاف۔ (ترجمہ) یعنی اگر بندہ مسلم کے دل میں موت کے وقت امید رحمت اور اندیشۂ عذاب دونوں اکٹھی ہوں تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کا مرجوا سے عطا فرمائے گا اور خوف اس سے پھیر دے گا۔''

(۳) کبائر سے اجتناب، صغائر کیلئے کفارہ ہے:

''اِنۡ تَجۡتَنِبُوۡا كَبَآئِرَ مَا تُنۡهَوۡنَ عَنۡهُ نُكَفِّرۡ عَنۡكُمۡ سَيِّاٰتِكُمۡ وَنُدۡخِلۡكُمۡ مُّدۡخَلًا كَرِيۡمًا۝۔ (ترجمہ) اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے (ان سے نیچے کے) اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔'' [سورۂ نساء—۳۱]

(۴) سچے تائب کے لئے بخشش کا مژدہ:

''وَمَن يَعۡمَلۡ سُوۡٓءًا أَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهُ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا۝۔ (ترجمہ) اور جو کوئی کر بیٹھے برا عمل یا اپنی جان پر ظلم پھر اللہ سے بخشش چاہے تو پائے گا اللہ کو بہت بخشش کرنے والا اور بہت رحم فرمانے والا۔'' [۱۱۰]

.........جاری

از: مولانا محمد زاہد علی مرکزی*

اعراس بریلی کے ناقدین کا تنقیدی جائزہ

احوال قوم وملت

عرس رضوی، عرس نوری، حامدی یا پھر عرس تاج الشریعہ ہو، ان اعراس میں علما کی کثیر تعداد میں شمولیت ہوتی ہے، علما کی نئی پرانی مختلف عناوین پر ایک سے بڑھ کر ایک کتابیں منظر عام پر آتی ہیں، اہل علم اپنی علمی پیاس انھیں کتب سے بجھاتے ہیں، وہیں طالبان علوم نبویہ دوران طالب علمی ہی ان کتب کے ذریعہ اپنے قلوب واذہان کو تابندگی پہنچاتے ہیں، کہتے ہیں کہ جاہل آدمی ایک زندگی جیتا ہے اور عالم یعنی پڑھنے والا ان کتب کے ذریعہ ہزار زندگیاں جیتا ہے، مختلف عناوین کا مجموعہ اہل علم کے مطالعہ میں مختلف قسم کے گل دستوں کی مانند ہے، جس سے اہل علم اپنی طبیعت میں ایسا سرور پاتے ہیں جو دنیا میں کہیں میسر نہیں۔

یہ اعراس اہل سنت کے لٹریچر کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہیں اعراس بریلی سے بہتر پلیٹ فارم شاید ہی پورے ملک میں کہیں پایا جاتا ہو، (عرس حافظ ملت، عرس قاسمی میں بھی یہ چیز ہوتی ہے لیکن ان دونوں مقامات پر نہ وہ بھیڑ ہوتی ہے اور نا ہی کتب کی اس قدر خریداری) پورے سال علما کو عرس رضوی کا انتظار رہتا ہے کیوں کہ یہاں کا ازدحام الگ ہی لیول کا ہوتا ہے، اسی کڑی میں ایک اور عرس "عرس تاج الشریعہ علیہ الرحمہ" کا اضافہ ہوا ہے تو بہت سے لوگوں کو یہ عرس ہضم نہیں ہو رہا، انھیں لگتا ہے کہ اعراس میں اضافہ نہیں ہونا چاہیے، ٹھیک ہے لیکن کس طرح کے اعراس کا اضافہ نہیں ہونا چاہیے اس پر بھی مفکرین کی نظر ہونا چاہیے، وہ اعرس جہاں لاکھوں روپے کے قوال آتے ہوں، میلے لگتے ہوں، خالص عوام جاتی ہو، عرس کے نام پر ہر قسم کی بیہودگی پروسی جاتی ہو، عوام اہل سنت کا سوائے نقصان کے فائدہ نہ ہوتا ہو، ایسے اعراس کا اضافہ نہیں ہونا چاہیے لیکن ایسے اعراس کے متعلق یہ مفکرین علما کا گروہ کچھ نہیں کر سکتا، نہ انھیں بند کرا سکتے ہیں اور نا ہی ان کے خلاف زیادہ لکھ، بول سکتے ہیں۔

دوسری طرف عرس امجدی، عرس حافظ ملت وغیرہ وغیرہ ہیں اس طرح کے اعراس اگر بڑھتے ہیں تو انھیں فروغ دیا جائے، عوام اہل سنت کو ان اعراس میں لانے کے لیے کوشش ہونا چاہیے، عوام کی کثرت پر ہمیں خوش ہونا چاہیے کہ عوام اور علما دونوں کا فائدہ ہے اور ہو سکے تو اپنا حصہ بھی ڈالنا چاہیے، نا کہ عوام کو بدظن کیا جائے، جانے انجانے یہ مفکرین، اہل سنت کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ذرا سوچیے تو! کم از کم ان اعراس سے عوام اہل سنت کچھ نہ کچھ لے کر ہی جاتی ہے، آج جس طرح معتقدات ومعمولات اہل سنت پر شب خون مارا جا رہا ہے اور متفق علیہ عقیدہ افضلیت کو مختلف فیہ بنایا جا رہا ہے، رفض کا سیلاب جس بے لگامی سے تفضیلیت کی لہریں لیے بے ادبی کی باگیں بڑھا رہا ہے بتائیے اس کے خلاف کون بند باندھنے کی کوشش کر رہا ہے؟ کس کا بیان آیا؟ ہر کوئی اپنا دامن بچا کر نکلنا چاہ رہا ہے، ایسے میں عرس تاج الشریعہ سے اس عقیدے کی حفاظت پر کھل کر بیانات ہوئے، ہزاروں، لاکھوں افراد کے عقائد کی حفاظت اسی عرس سے ہوئی، مفکرین بتائیں کیا یہ غلط ہوا؟ اور اگر غلط ہوا تو آپ بتائیں صحیح کیا ہے؟ کسی بھی قوم کی بقا اس کے لٹریچر سے ہوتی ہے یوں ہی کسی بھی مذہب کی بقا اس کے مذہبی لٹریچر یا کنٹنٹ سے ہوتی ہے۔

بریلی شریف میں ہونے والے عرس رضوی میں کروڑوں روپے کا مذہبی لٹریچر فروخت ہوتا ہے (احباب یہ نہ سمجھیں کہ عرس رضوی کی مخالفت نہیں ہوتی یہ نئے مفکرین عرس رضوی کی بھی مخالفت کرتے ہیں) بریلی شریف کے دیگر اعراس کا بھی حال یہی ہے، مفکرین وناقدین یہ بتائیں کہ ان اعراس سے جو دینی خدمات ہو رہی ہیں انھیں روک کر وہ کون سا سنیت کا کام کر رہے

ہیں؟ کس کا نقصان کر رہے ہیں؟ ہمیں تو لگتا ہے کہ دین اور علما دونوں کا نقصان کرر ہے ہیں، اپنی کتابوں کی اشاعت سے علما کو چند پیسے مل جاتے ہیں ان کا حوصلہ بڑھتا ہے تو دین کا اور کام کرتے ہیں، لطف تو یہ ہے کہ خود یہ ناقدین بریلی شریف بھی اپنی کتب کی اشاعت کے لئے انھیں اعراس بریلی کو ہی چُنتے ہیں۔

جیسے فوج بغیر اسلحے کے بے کار ہوتی ہے ایسے ہی علما بغیر کتابوں کے تقریباً بے کار ہیں، لکھے ہوئے کی جو اہمیت ہے وہ زبان کی نہیں، جیسے ہی ہم کوئی بات بولتے ہیں اس کی سند کتب حدیث، کتب سیر، کتب تاریخ، کتب فقہ میں دکھانا ضروری ہوتا ہے، عوام اور علما لکھا ہوا زیادہ مانتے ہیں نہ کہ کہا ہوا، آج اگر افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کتب میں لکھی نہ ہوتی تو آج کے گمراہ کرنے والے عاجز و بے بس نہ ہوتے، لہٰذا مفکرین کو نقد کرتے ہوئے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ کس قسم کے اعراس کی حمایت کرنا ہے اور کس قسم کے اعراس کی مخالفت کرنا ہے، نفع و نقصان پر نگاہ کیے بغیر قلمی تیشے چلانا سوائے نقصان کے کچھ نہیں، اگر آپ کچھ برا روک نہیں سکتے تو کم از کم اچھے کو بھی نہ روکیے، مذکورہ بالا قسم کے اعراس میں اگر ہر سال ہزار کی زیادتی ہو تو بھی سود مند، برخلاف ان کے اگر ایک عرس کا بھی اضافہ ہو تو اسے روکنے کی کوشش کی جانا چاہیے۔

◆◆◆

ص ۵۲ رکا بقیہ..

فرمایا ہے کہ ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ لوگوں کا ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا، صبح کو کوئی مسلمان ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کو کوئی مسلمان ہوگا تو صبح ہوتے ہوتے وہ کافر ہو جائے گا اور غالباً اب وہ دور بڑی سرعت و برق رفتاری سے ہمارے درمیان آرہا ہے اور اب ہر مسلمان یہ محسوس کرتا ہے کہ وقت میں برکت نہیں رہ گئی ہے اور یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرب قیامت کی یہ بھی نشانیاں بتائی ہیں کہ نیک علما دنیا سے اٹھا لئے جائیں گے، جہالت عام ہوگی، زنا و شراب خوری کی کثرت ہوگی، لوگ عالموں سے نفرت کریں گے، فاسقوں کو اپنا سردار بنائیں گے اور لوگ مسجدوں میں شور وغل کریں گے، اتفاق سے اب یہ باتیں نگاہوں کے سامنے ہیں۔

علمائے اسلام سے بیزاری کی وبا عام ہے، زنا کاری و شراب خوری بھی عام ہوتی جا رہی ہے اور کتنی بچیاں اور کچھ بچے مرتد ہو چکے اور ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ اور رفتار پکڑے گا کیونکہ ہمارے غیب داں پیغمبر اعظم نے جو باتیں بتائی ہیں وہ حرف بحرف پوری ہو کر رہیں گیں، اس لئے دور حاضر میں مسلمانوں کو اپنے ایمان کی سلامتی اور کردار کی شیفتگی کی دعائیں اپنے مہربان رب سے مانگتے رہنا چاہئے۔

◆◆◆

ص ۵۴ رکا بقیہ..

گدا گر جھولیاں بھر بھر کے جاتے ہیں بریلی سے
جہاں سے جو بھی آتے ہیں دیار اعلیٰ حضرت پر
رسول اللہ کے عاشق ہیں جتنے ہیں رضا والے
نچھاور جان کرتے ہیں وہ ناموس رسالت پر
ابھی تک متقیوں کی جماعت رشک کرتی ہے
ہمارے مفتی اعظم کے تقویٰ اور طہارت پر
فدا ہو کر ہوئے ہیں غیر مسلم صاحب ایماں
حضور حجۃ الاسلام کی شکل و شباہت پر
جنہیں دیکھے تو یاد آجائے صورت غوث اعظم کی
فدا ہو کیوں نہ دنیا مفتی اعظم کی صورت پر
حکومت ہل گئی نس بندی کے فتوے پہ بھارت کی
رضا کے شاہزادے مفتی اعظم کی جرأت پر
ہیں لیٹے قبۂ رضوی میں جتنے بھی خدا والے
چمک ہے منفرد انداز کی ہر ایک تربت پر
شہادت دے گئی کہ حق پہ ہیں تاج الشریعہ ہی
امڈ کر بھیڑ جو آئی ہوئی تھی ان کی رحلت پر
تسلسل دیکھ کر کے ماہنامہ سنی دنیا کی
یہ دنیا دنگ ہے عسجد میاں کی بھی ادارت پر
ہیں کتنے اچھے نعمت منتظم عرس رضا والے
دل و جاں سے لگے رہتے ہیں جو مہماں کی خدمت پر

سنّیو! اپنے مرکز کے وفادار رہو

(از: جمشید عالم رضوی، جمشید پور، جھارکھنڈ

جب تک چرواہا اپنی بکریوں کے آس پاس رہتا ہے کسی بھیڑیے میں ہمت نہیں ہوتی کہ وہ بکری کا شکار کر لے۔ بھیڑیا اسی انتظار میں رہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بکری اپنی منمانی کرتے ہوئے اپنے جُھنڈ سے نکلے گی ہم فوراً اس بکری کا شکار کر لیں گے، پھر یہ بھی کہ جب تک چرواہا اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے بکریوں کو دیکھتا رہتا ہے کسی بھیڑیے میں ہمت نہیں ہوتی کہ وہ بکری کے پاس آجائے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں :

''ائمہ دین فرماتے ہیں: اے گروہ علما! اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام مکروہات پر گریں گے، اگر تم مکروہ کرو گے عوام حرام میں پڑیں گے، اگر تم حرام کے مرتکب ہو گے عوام کفر میں مبتلا ہوں گے، بھائیو! للہ اپنے او پر رحم کرو، اپنے او پر رحم نہ کرو امت مصطفیٰ ﷺ پر رحم کرو، چرواہے کہلاتے ہو بھیڑیئے نہ بنو، اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24 رصفحہ 133)

جب تک سنیوں کے درمیان محتاط عالم دین و مفتیان کرام رہے وہ سنیوں کی صحیح طریقے سے نگہبانی کرتے رہے، نہ ان کے اندر لالچ تھی نہ شہرت پسندی اور نہ ہی وہ اعلیٰ حضرت کا نام لے کر اپنی تنظیم یا تحریک چلاتے تھے، نہ انہوں نے کبھی اپنے مرکز سے بغاوت کی نہ مرکزی عالموں پر انگشت نمائی کی، یہ جہاں بھی جاتے وہاں مسلک اعلیٰ حضرت پھیلاتے اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ دل میں جلاتے اور تمام سنیوں کو متحد رہنے کے لیے مرکز اہل سنت بریلی شریف کا وفادار بناتے۔

لیکن اب چند سالوں سے اعلیٰ حضرت کے نام پر لوٹ کھسوٹ ہو رہا ہے، کوئی حالات زمانہ کی رعایت کے پردے میں صلح کلیت کو پروان چڑھا رہا ہے کوئی اپنے آپ کو سید اور آل رسول، اہل بیت، پنجتن پاک کی اولاد کہہ کر رافضیت کو فروغ دے رہا ہے، کوئی پیری مریدی کا دھندہ بڑھانے کے لیے اعلیٰ حضرت کی تعریف و توصیف کر رہا ہے تو کوئی اپنی تنظیم و تحریک چلانے کے لیے رسمی طور پر مسلک اعلیٰ حضرت کا نام لے رہا ہے۔

ایسے لوگوں کی پہچان اگر کرنی ہو کہ یہ واقعی میں مسلک اعلیٰ حضرت کے وفادار اور عاشق رسول ہیں تو انہیں اس وقت چیک کرو جب نماز قرآن اسلام پیغمبر اسلام پر حملے ہوں، یا وہابیوں دیوبندیوں صلح کلیوں کی طرف سے اعلیٰ حضرت پر حملے ہوں، اگر یہ نام نہاد رضا کا نام لینے والے اور ان کے نام سے اپنی دوکان چلانے والے ان حالات میں خاموش رہیں اور صلح پسند بن جائیں تو سمجھ لینا یہ وفادار نہیں غدار ہیں جو اعلیٰ حضرت کا نام لے کر سنیوں کو اپنے مرکز سے دور لے جا رہے ہیں تا کہ مناسب وقت میں ان کا شکار کیا جا سکے۔

ایسے لوگ بڑے چالاک ہوتے ہیں پیار محبت اور اتحاد کی باتیں کرتے ہیں میٹھی زبان کا استعمال کرتے ہیں، اپنا اخلاق و کردار لوگوں کے سامنے اچھا بنا کر پیش کرتے ہیں مگر یہ اندر ہی اندر بڑی خطرناک سازش چل رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ چھپ چھپ کر وہابیوں صلح کلیوں سے میٹنگ اور ملاقات بھی کر لیتے ہیں اور پکڑے جانے پر کہتے ہیں ہم حسام الحرمین کی تصدیق کرنے والے ہیں، ہمیں صلح کلی کیوں کہا جا رہا ہے ہم تو مصلح قوم وملت ہیں، داعی کبیر ہیں، عاشق اعلیٰ حضرت ہیں۔

ایک طرف اعلیٰ حضرت کا نام لینا دوسری طرف اعلیٰ حضرت کے غداروں سے میل جول کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ مخلص نہیں مطلبی ہیں، مصلح نہیں فسادی ہیں، ایسے پرفتن دور میں ہم پر لازم وضروری ہے کہ ہم اتحاد کے ساتھ رہیں کسی کے الزام تراشی اور بدگمانی کی وجہ سے اپنے مرکز سے بدظن نہ ہوں، ہمارے درمیان ایسے افراد بھی شامل ہیں جو ہماری جاسوسی کر کے اِدھر کی خبر اُدھر پہنچاتے ہیں اور وفاداران مرکز کو آپس میں لڑا دینا چاہتے ہیں۔

سوشل میڈیا کی خبروں پر فوراً بھروسہ نہیں کرنا چاہیے، اگر کہیں سے کوئی خبر آئی یا کسی نے بتائی تو پہلے معاملہ سمجھ لینا چاہیے پھر اس پر بحث کرنی چاہیے، جاتے جاتے مرکز کے مخالف سے بس اتنا کہوں گا اگر تمہیں مرکز پسند نہیں، حضور قائد ملت پسند نہیں،

حضور تاج الشریعہ پسند نہیں، حضور محدث کبیر پسند نہیں تو غدار اس ناپسند کی وجہ سے کبھی تم مسلک اعلیٰ حضرت سے منہ نہ موڑنا، صلح کلیوں غداروں سے میل جول نہ کرنا، اگر کوئی اعلیٰ حضرت پر حملے کرے تو خاموش مت رہنا، اگر کوئی دین وسنیت پر حملے کرے تو چُپ چاپ مت رہنا، اگر کوئی رافضی سیدنا ابوبکر صدیق و دیگر صحابہ کی گستاخی کرے تو گونگے مت ہوجانا۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ جو جس کو پسند کرتا ہے اس کی ہر چیز پسند ہوتی ہے اور جو جس سے نفرت کرتا ہے اس کی ہر چیز قابل نفرت ہوجاتی ہے۔ مرکز اہل سنت کے وفاداروں کی غذا ہے احقاق حق وابطال باطل! یعنی رد وہابیت دیوبندیت رافضیت و صلح کلیت، اگر کوئی مرکز سے بدظن ہوتا ہے یا نفرت کرنے لگتا ہے تو سب سے پہلے اس کے سینے سے بدمذہبوں کی نفرت نکل جاتی ہے، پھر وہ یہی کہتا نظر آتا ہے کہ کیا وہابی دیوبندی کرتے رہتے ہو۔

ایسے ہی مرکز سے بدظن اور نفرت کرنے والوں کو استعمال کرکے وہابی دیوبندی سنیت میں انتشار وافتراق پھیلانے کا کام کرتے ہیں، جیسا کہ ماضی قریب میں ایسے کئی نام سامنے آئے جو اہل سنت کے مدارس تعلیم حاصل کرنے کے باوجود بھی صلح کلی ہوگئے، آج وہ سوشل میڈیا پر اعلیٰ حضرت کے خلاف پوسٹیں ڈالتے ہیں اور وہابیوں کے پیشوا جن پر علمائے اسلام نے کافر ومرتد ہونے کا حکم لگایا ان کی وکالت کرتے نظر آتے ہیں تو کوئی بریلی شریف میں رہے یا کہیں اور! اگر وہ اپنے مرکز سے بیزار ہے یا نفرت کرتا ہے تو ڈر ہے کہ کہیں وہ آگے چل کر سیدھے راستے سے بھٹک نہ جائے یا کسی بدمذہب کا شکار نہ ہوجائے۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا کہ جنگ تبوک کے موقع پر جب رسول کریم ﷺ نے چند صحابہ کا بائکاٹ کیا تو دشمنان اسلام نے ان کے پاس پیغام بھیجنا شروع کردیا کہ تم ہمارے پاس آجاؤ، اللہ تعالیٰ ہمیں اتحاد کے ساتھ رکھے اور مرکز کا وفادار بنائے، ایمان کے ساتھ رکھے ایمان کے ساتھ اٹھائے۔

﴿اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا۔﴾ [عمران 8 / ترجمہ کنزالایمان]

◆◆◆

ایمان بچانے اور تلوار کی دھار پر چلنے کا دور

(از: محمد طاہر القادری حنفی کلیم فیضی بستوی
سربراہ اعلیٰ مدرسہ انوار الاسلام قصبہ سکندر پور ضلع بستی یوپی

عالم ما کان وما یکون حضور سید عالم نور مجسم فخر آدم و بنی آدم حضور سرکار مصطفیٰ ﷺ کی ایک ایک پیشین گوئیاں عصر حاضر میں بتدریج پوری ہوتی جارہی ہیں اور اس لحاظ سے اب یہ قرب قیامت کا دور چل رہا ہے، یہ واضح حقیقت ہے کہ آج کل مذموم سے مذموم، گھناؤنی سے گھناؤنی برائیاں کرتے ہوئے غیر مذاہب کے لوگوں کو چھوڑ دیں، خود بہت سے مسلمان ذرا بھی شرم نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی ان کو کوئی حیا وغیرت محسوس ہوتی ہے، اس وقت پوری دنیا میں گندی سے گندی اور پوری انسانیت کو شرمسار کردینے والی برائیوں کا دور دورہ ہے اور یہ بھی ہے کہ گناہ و سیئات والے افعال تو اپنی جگہ ہیں ہی، اب تو کتنے لوگوں کے ایمان بھی سلامت نہیں ہیں اس پر بھی بٹے لگ رہے ہیں۔

اس لئے اب بہت ہی فکرمندی سے اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کا دور ہے، یہ بھی دیکھئے کہ آج کل تحریروں اور تقریروں میں ایسی ایسی باتیں کی جارہی ہیں کہ جسے پڑھ کر یا سن کر اس قدر دماغ خراب ہوتا ہے کہ مت پوچھئے! کوئی مولوی کہتا ہے کہ ہر وہابی کافر نہیں ہے، کوئی مولوی کہتا ہے کہ ہر سنی شیعہ ہے، کوئی مولوی ڈھول بجانے کو جائز ومباح کہہ رہا ہے، کوئی مولوی کچھ کہتا ہے، کوئی کچھ کہتا ہے۔

اب بتائیے کہ کیس قدر نازک دور ہے، ایسے میں ناخواندہ وکم خواندہ طبقہ کے لئے کتنا مشکل ہورہا ہے، آج ہر کوئی اپنے اپنے ذہن ودماغ کے گھوڑے دوڑا رہا ہے، چاہے اچھا ہو یا برا، اس کی مطلق پرواہ نہیں ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ دور جدید میں جب پڑھے لکھے لوگ پھسل رہے ہیں تو ان پڑھ اور جاہل کو کیا کہا جائے، آقائے نعمت حضور سید عالم ﷺ نے بقیہ ص ۵۰ / پر

صدیق اپنے وقت کے شاہا تمہیں تو ہو

(از: خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی شفیع احمد خاں بیسلپوری رحمۃ اللہ علیہ

صدیق اپنے وقت کے شاہا تمہیں تو ہو
فاروق اس زمانے کے مولا تمہیں تو ہو

جلوے تمہیں میں شان غنی کے نمایاں ہیں
مولا علی کے سایہ زیبا تمہیں تو ہو

ہاں ہاں امام اعظم دوراں ہوالا کلام
مذہب میں مجتہد میرے آقا تمہیں تو ہو

نائب بھی غوث پاک کے ہو خود بھی غوث ہو
بغداد کے فدائی و شیدا تمہیں تو ہو

گیلاں کے شاہ آپ کے آقائے نامدار
دورے میں اولیا کے شہنشاہ تمہیں تو ہو

ایمان اہل سنت وسنت کے واسطے
ہندوستان میں آج مسیحا تمہیں تو ہو

تاریکیوں میں کفر کی بھٹکا تھا قافلہ
جو راہبر ہوا وہ اُجالا تمہیں تو ہو

ایسے سیہ قلوب کہ شرمائے رات بھی
روشن کئے کہ جان تجلی تمہیں تو ہو

رہبر بھی راہ بھول گئے دور جا پڑے
ایسے میں خضر راہ کریما تمہیں تو ہو

بیچا شفیعؔ نے خود کو خریدا جناب نے
ناکارۂ خراب کے مولا تمہیں تو ہو

فقہ کے ملک کے سردار ہیں اعلیٰ حضرت

(از: سید خادم رسول عینی، بھدرک، اڑیسہ

عشق سرکار سے سرشار ہیں اعلیٰ حضرت
خلد کے باغ کے حقدار ہیں اعلیٰ حضرت

باغ اسلام مہکتا ہی رہے گا ان سے
سنیت کے گل گلزار ہیں اعلیٰ حضرت

پیش کرتے ہیں عدو بھی انھیں توصیف کے گل
اس قدر صاحب کردار ہیں اعلیٰ حضرت

کس میں طاقت ہے کہ پہنچائے کبھی بھی نقصان
دین کے واسطے بیدار ہیں اعلیٰ حضرت

رب کی آیات کو سائنس سے کیا ہے ثابت
دین کے خوب طرف دار ہیں اعلیٰ حضرت

شر اٹھا تا نہیں ہے سر کبھی ان کے آگے
اس طرح قاطع اشرار ہیں اعلیٰ حضرت

بوحنیفہ بھی انھیں دیکھ کے ہوتے مسرور
فقہ کے ملک کے سردار ہیں اعلیٰ حضرت

کون سا علم ہے جس پر نہ اٹھایا ہو قلم
بے بدل واقف اسرار ہیں اعلیٰ حضرت

شاعری ہو کہ وہ ہو فتویٰ نویسی عینیؔ
اہل فن کے لیے معیار ہیں اعلیٰ حضرت

جانے کس اَوج پہ ہے رفعت اعلیٰ حضرت

(از: مولانا سلمان رضا فریدی مصباحی، مسقط عمان

ہر زباں پر ہے رَواں مدحتِ اعلیٰ حضرت
واہ کیا شان ہے، کیا شوکت اعلیٰ حضرت

اونچے اونچوں کو پتہ اُن کے قدم کا نہ ملا
جانے کس اَوج پہ ہے رفعت اعلیٰ حضرت

ہر سطر عشقِ رسالت کی گواہی دے گی
دل کی آنکھوں سے پڑھو سیرتِ اعلیٰ حضرت

چودھویں کا وہ مجدد ہوا بدرِ کامل
ختم ہوگی نہ کبھی طلعت اعلیٰ حضرت

عشقِ سرکار نے ممتاز کیا ہے اُن کو
کون ہے جس سے گھٹے عزتِ اعلیٰ حضرت

بغض والوں کی نظر اُن کا علو کیا سمجھے
عشق والوں سے سنو! عظمت اعلیٰ حضرت

جلوۂ نور ہے یا اُن کے قلم کی تحریر
خوشنما چاند ہے یا سیرتِ اعلیٰ حضرت

دشمن دیں پہ چلائی جو رضا نے شمشیر
سب اُسے کہنے لگے حشمت اعلیٰ حضرت

اب بھی اُس نام سے لرزاں ہیں وہابی نجدی
کوئی دیکھے تو ذرا ہیبتِ اعلیٰ حضرت

اُس کے ایمان وعقیدے کا گُہر ہے محفوظ
جس مسلماں کو ملی نسبت اعلیٰ حضرت

جو ہیں سُنّی اُنھیں سینے سے لگائے رکھو
اے رضا والو یہ ہے سنت اعلیٰ حضرت

دُشمنِ حق پہ نہ فرمائی ذرا بھی نرمی
تھی نہ اپنوں پہ کبھی شدتِ اعلیٰ حضرت

جب سے ہاتھوں میں مرے دامن اختر آیا
اے فریدی ہے مجھے قُربت اعلیٰ حضرت

اگر ہو شخصیت احمد رضا جیسی تو لے آؤ

ازـ: پھول محمد نعمت رضوی، امام احمد رضا لائبریری سرلاہی نیپال

بھلا نازاں نہ کیوں وہ شخص ہوگا اپنی قسمت پر
جسے مل جائے منظوری رضا کے کار خدمت پر

کہے گا شعر کوئی کیا رضا کی شان رفعت پر
کہا جو آل احمد نے ہے ان کی ذات عظمت پر

اگر ہو شخصیت احمد رضا جیسی تو لے آؤ
دیا ہو جس نے کھل کے پہرہ ناموس رسالت پر

کتابیں ایسی ایسی قوم کو دیں اعلیٰ حضرت نے
جہان علم ہے حیرت زدہ ان کی ذہانت پر

مرے مولا کبھی رشتہ نہ ٹوٹے اعلیٰ حضرت سے
اگر ہو موت بھی تو اہل سنت اور جماعت پر

فتاویٰ رضویہ نامی کتاب ایسی رضا کی ہے
فقیہانِ حرم بھی دنگ ہیں ان کی بصیرت پر

کہا جانے لگا ہے اعلیٰ حضرت اس لیے ان کو
گزاری زندگی اپنی ہے بس آقا کی الفت پر

ابھی تک چھپ نہ پائیں جو کتابیں اعلیٰ حضرت کی
ضرورت ہے توجہ دینے کی ان کی اشاعت پر

بقیہ ص ۵۰ ر پر

نیپال میں ذکر شہدائے کربلا و عرس نوری

الحمد اللہ گزشتہ شب یعنی 20 ر جولائی بروز سنیچر کو سرزمین برہم پوری سرلاہی نیپال میں یاد حسین میں" ذکر شہدائے کربلا و عرس حضور مفتی اعظم ہند" نہایت ہی تزک واحتشام کا ساتھ منایا گیا، جس میں ہند و نیپال کے مشاہیر شعرا و خطبا کی شرکت ہوئی، بعد نماز عشا جلسہ ذکر شہدائے کربلا کا آغاز قاری خوش الحان حافظ تعظیم رضا خان صاحب نے تلاوت قرآن سے فرمایا، بعدہ علاقائی علما اور شعرا نے اپنی شرکت درج کی پھر سامعین کی ضیافت قلبی کیلئے نقیب اہلسنت حضرت مولانا پھول محمد نعمت رضوی کی دعوت پر قاری صاحب نے اپنی دلکش آواز سے اس عظیم الشان کانفرنس میں رنگ بھر دیا پھر ہندوستان سے تشریف لائے شاعر حضرت محبوب قیصر ویشالوی نے اپنے مسحور کن آواز سے ایک ہنگامہ برپا کر دیا، اس کے بعد ڈاکٹر مصور رضا مصباحی پی ایچ ڈی پورنیہ نے عوام سے خطاب فرمایا، انھوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی میں حسین پاک اور ذکر شہدائے کربلا منانے کا ڈھنگ اور آہنگ بتایا، انھوں نے یہ بھی بتایا کہ آج کے کچھ نام نہاد پیر ظہر کی نماز مکہ میں پڑھتے ہیں تو عصر کی نماز مدینے میں ایسے ڈھونگی اور دیوث پیروں کے مکر وفریب سے خود کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہے، الحمد اللہ ہم مسلک اعلیٰ حضرت کے پیروکار ہیں۔

پھر الحاج مبارک حسین مبارک گریڈیہہ جھارکھنڈ اپنے تروتازہ اشعار سے سامعین کے دل ودماغ پر چھا گئے نہایت ہی کامیاب شاعری ہوئی، جلسے کی سرپرستی حضرت مولانا محمد حسین نوری اور حضرت مفتی یوسف علی رضوی مصطفوی صاحبان نے فرمائی جبکہ صدارت حضرت مفتی رفیق عالم صاحب مصباحی کی، حضرت علامہ بدرعالم صاحب قبلہ اشرفی اور مولانا غلام غوث صاحب حبیبی علمائے برہم پوری کی خوبصورت ٹیم کے ساتھ بڑی مستعدی سے پروگرام کے انتظام وانصرام میں مشغول رہے، ساتھ ہی ساتھ علاقائی علما و عوام اہل سنت نے بھی کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔

رپورٹ: محمد فرقان فیضی

امام احمد رضا لائبریری، برہم پوری سرلاہی نیپال

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोट:-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़द्दम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2023-25

AUGUST-2024
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan

